عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ: ۱۱ جلد: ۲۲ ذیقعدہ ۱۴۳۹ اگست 2018 مسلسل اشاعت کے ۵۵ سال

حج کے متفرق مسائل

انتخابات و متحدہ مجلس عمل کی تشکیل

تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی شاندار تاریخ

ظفر اللہ قادیانی کی خان قلات کو تبلیغ اور ان کا جواب

داتہ ضلع تحصیل و مانسہرہ میں مرزائیت کی آمد و اختتام کی تفصیل

خوشاب میں قادیانیوں کے چوبیس ۲۴ مراکز پر تالے

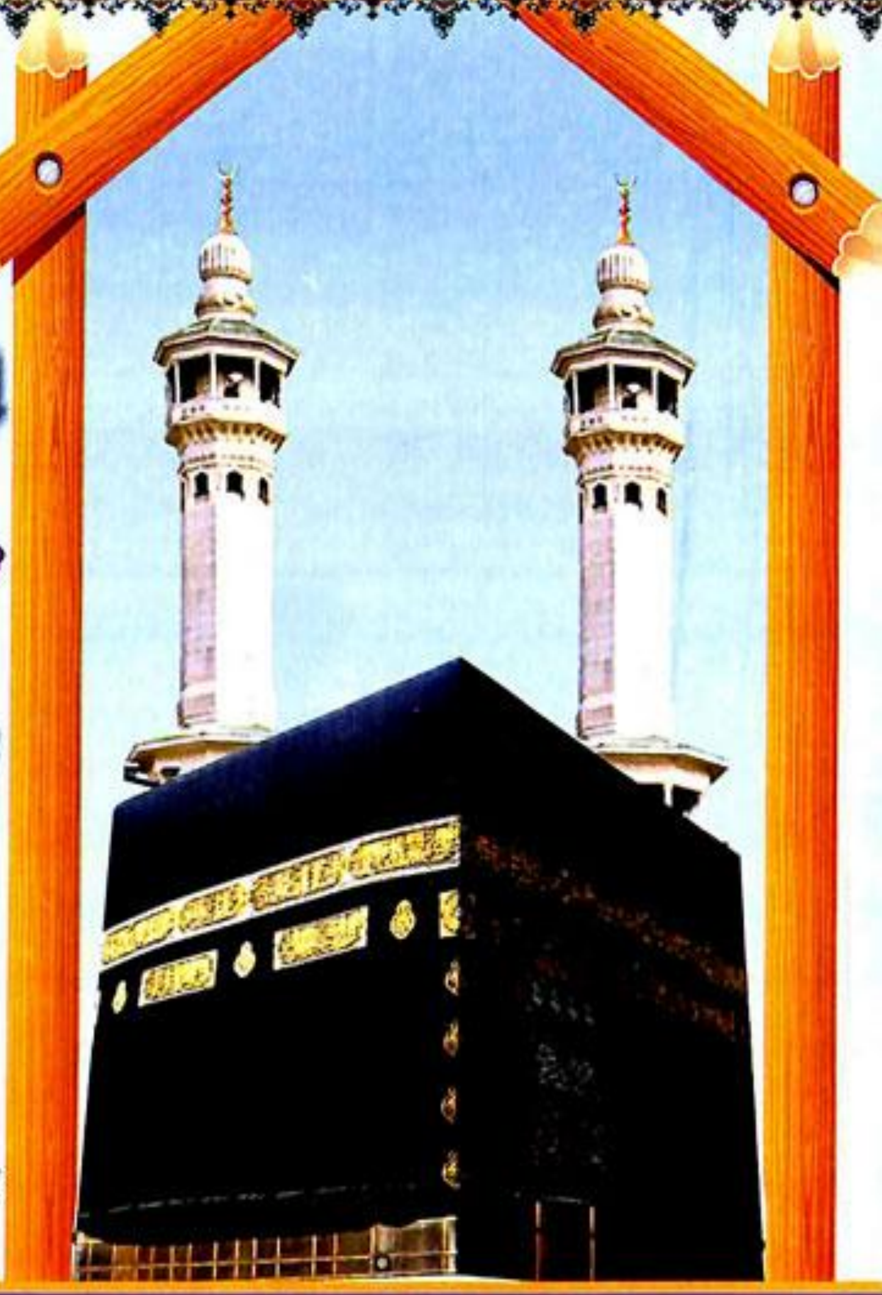

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ: ۱۱ جلد: ۲۲

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

نگرانِ اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا غلام رسول دینپوری
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا مفتی محمد راشد مدنی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالرزاق	

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0300-4304277, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

مدرسہ عربیہ ختم نبوت کا شعبہ تخصص فی الافتاء وتقابل ادیان	مولانا اللہ وسایا	03
انتخابات و متحدہ مجلس عمل کی تشکیل	// //	04
ضروری اعلان	// //	05
تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی شاندار تاریخ	// //	06

مقالات ومضامین

حضرت ام شریک ؓ ایک باکرامت صحابیہ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	07
حضرت امام حسن ؓ کے حالات (قسط نمبر:7)	مولانا محمد ریاض انور/حافظ عتیق الرحمن	09
مال فدک کا قضیہ خلیفہ سفاح ؒ کے دربار میں	مرسلہ: رانا محمد طارق سلیم	14
حج بیت اللہ......اہمیت وفضیلت	مولانا محمد وسیم اسلم	17
حج کے متفرق مسائل	مولانا سعید احمد جلالپوری شہید ؒ	19
مال کی حرص اور شہرت وجاہ کی طلب	مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی ؒ	21

شخصیات

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ	مولانا مفتی محمد عبداللہ ؒ، ملتان	25

ردقادیانیت

واذ کففت سے متعلق قادیانی سوال اور اس کا جواب	مولانا عبدالحکیم نعمانی	31
ظفراللہ قادیانی کی خان قلات کو تبلیغ اور ان کا جواب	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	35
نعت شریف......مدینہ منورہ وختم الرسل ﷺ	مولانا ظفر علی خان ؒ	36
داتہ تحصیل وضلع مانسہرہ میں مرزائیت کی آمد واختتام کی تفصیل	سید شجاعت علی شاہ	37
سید عباس حسین گردیزی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	ادارہ	42

متفرقات

خطبات شاہین ختم نبوت	مولانا عبدالقیوم حقانی	47
دارالعلوم دیوبند میں تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ کی اختتامی تقریب	مولانا محمد چاند منصوری	50
تبصرۂ کتب	مولانا محمد وسیم اسلم	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	52
خوشاب میں قادیانیوں کے چوبیس مراکز پر تالے	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

کلمۃ الیوم

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی کا شعبہ تخصص فی الافتاء وتقابل ادیان

رفقاء کرام کو یاد ہوگا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں عرصہ تک سہ ماہی کورس عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردقادیانیت پر منعقد ہوتا رہا۔ اس میں شرکاء دوستوں کو بعض کتب اساتذہ کرام پڑھاتے۔ بعض کتب کی تلخیص کا کام ان کے سپرد کیا جاتا تھا اور پھر آخر میں مقالہ لکھوایا جاتا۔ اس وقت مجلس کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ اکثر حضرات نے وہ سہ ماہی کورس کیا ہوا ہے۔ گزشتہ چند سال سے اس کورس کو چناب نگر میں منتقل کیا گیا۔ اس کا دورانیہ بھی ایک سال کر دیا گیا۔ یہ کہ دیگر ادیان سے تقابل کی تیاری کا بھی کہا گیا۔ البتہ اس میں بہت سارے ایسے موضوعات بھی شامل ہوئے جو اپنی اپنی جگہ پر اہمیت کے حامل ہوں گے۔ لیکن بعض ناگزیر وجوہات کے باعث اس پر نظر ثانی کی ضرورت کا رفقاء نے احساس دلایا۔ تاکہ اسے مزید بہتر سے بہتر بنایا جاسکے۔

چنانچہ رجب المرجب ۱۴۳۹ھ میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی صدارت میں مجلس کی مرکزی عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، حافظ محمد انس اور فقیر راقم شریک ہوئے۔

فیصلہ ہوا کہ گزشتہ سال سے مدرسہ عربیہ ختم نبوت میں عالمی مجلس کے زیر اہتمام جو تخصص فی الافتاء کی کلاس کا اجراء کیا گیا ہے۔ ان دونوں تخصصات کو ایک کر دیا جائے۔ تخصص فی الافتاء کی کلاس میں پہلے سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ردقادیانیت کی تعلیم وتیاری کے لئے سارا سال ایک گھنٹہ تعلیم ہوتی ہے۔ اسی کلاس میں ایک گھنٹہ تقابل ادیان کے لئے بھی مختص کر دیا جائے تو تعلیم کے دس ماہ میں ایک ایک ماہ مسیحیت، یہودیت، ذکریت، بہائیت، پرویزیت اور جدید فتن جیسے غامدیت وغیرہ ایسے دس مذاہب وفرق پر تقابل کا مضمون پڑھایا جاسکتا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردقادیانیت پر یومیہ ایک ایک گھنٹہ سال بھر حضرت مولانا غلام رسول دین پوری صدر المدرسین وشیخ الحدیث ہی پڑھائیں اور تقابل ادیان کی یومیہ ایک ایک گھنٹہ تعلیم اس کلاس کو حضرت مولانا محمد رضوان عزیز دیں۔ اس کے علاوہ باقی وقت وہ شعبہ کتب کے اسباق کو دیں۔ ’’تخصص فی الافتاء وتقابل ادیان‘‘ کے مدیر حضرت مولانا مفتی عبدالواحد ککھڑوی ہوں گے۔ مولانا مفتی شفیق الرحمٰن اور مولانا مفتی محمد قاسم ان کے معاون ہوں گے۔ اس کلاس میں پندرہ رفقاء کا داخلہ

ہوگا اور داخلہ جائزہ کے بعد دیا جائے گا۔ تو کلا علیٰ اللہ ! اس فیصلہ کے بعد مزید تفصیلات پر رفقاء سے مشاورت رہی اور اب نئے سال سے اس کا آغاز کردیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ العزیز! اب ’’تخصص فی الافتاء وتقابل ادیان ‘‘ سے جو ساتھی فارغ ہوں گے۔ وہ افتاء وتقابل ادیان دونوں پر دسترس رکھتے ہوں گے۔ اس کے ساتھ ان سے مقالہ جات بھی دونوں موضوعات کی مناسبت سے لکھوائے جائیں گے۔ تمرین تحقیق وتخریج وڈیجیٹل لائبریری وغیرہ کے ساتھ ساتھ ان کے لئے سہ ماہی جائزہ کا بھی سسٹم قائم ہوگا۔

دیگر جو جو خوبیاں شامل کی جاسکتی ہیں ان کو شامل کیا جائے گا۔ جو جو تساہل سابق میں واقع ہوئے ان سے مزید بچا جائے گا۔ حق تعالیٰ شانہ نئے نئے تجربات کی بجائے جو ہے اس کو خوبیوں کا مرقع فرمائیں۔ آمین! رفقاء سے کامیابی کی درخواست ہے۔ اسی طرح مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں اعدادیہ سے دورہ حدیث اور عصری تعلیم کا ایف اے تک کا اعلیٰ انتظام ہے۔ رفقاء وقارئین دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تمام اساتذہ ومنتظمین کو اخلاص کے ساتھ بیش ازبیش خدمت کی توفیق بخشیں۔ آمین!

انتخابات ومتحدہ مجلس عمل کی تشکیل

انتخابات ۲۰۱۸ء کا ڈول ڈالا جاچکا ہے۔ اس تحریر کے وقت امیدواران کی چھان بین اور الیکشن ٹریبونل میں اپیلوں کا مرحلہ بھی مکمل ہوگیا ہے۔ صرف سپریم کورٹ میں اپیلوں کی گنجائش باقی ہے۔ اس رسالہ کے پریس جانے سے قبل ۵؍جولائی ۲۰۱۸ء تک وہ مرحلہ بھی مکمل ہوچکا ہوگا۔ بعض باخبر حلقے تشویش کا اظہار کررہے ہیں کہ مقررہ مدت میں الیکشن ہو بھی سکیں گے یا نہیں۔ عدالت، الیکشن کمیشن اور وفاقی نگران حکومت سب ہی کا کہنا یہ ہے کہ الیکشن کسی قیمت پر تاخیر کا شکار نہ ہوں گے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

انتخابات کے اعلان سے قبل متحدہ مجلس عمل کی بحالی وتشکیل پر تمام مذہبی طبقات ومکاتب فکر وجمیع مسالک کے ذمہ داران ہم خیال تھے۔ چنانچہ ذمہ داران نے اس پر بھرپور طویل مشاورت کا تسلسل قائم رکھا۔ اس طوالت پر بعض حضرات نے خدشات کا بھی اظہار کیا۔ لیکن متحدہ مجلس عمل کی قیادت باسعادت مبارک باد کی مستحق ہے کہ انہوں نے ’’دیر آید درست آید‘‘ کے فارمولا کو سچ کردکھایا۔ اس طرح درجہ بدرجہ امور کو طے کیا کہ متحدہ مجلس عمل کی بحالی کے بعد کسی بھی قسم کا ابہام باقی نہ رہا۔ اب ٹکٹوں کی تقسیم کا بھی عمل مکمل ہوگیا ہے۔ چند سیٹوں پر اتفاق رائے باقی ہے۔ ایک آدھ روز میں وہ بھی ہوا چاہتا ہے۔ اس کے بعد الیکشن مہم باقی رہ جائے گی۔ میدان بھی موجود، سواری بھی موجود اور شاہ سوار بھی موجود۔ البتہ نتیجہ کے لئے ۲۵؍جولائی تک کا انتظار کرنا پڑے گا۔

جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے زمانہ میں اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین جناب جسٹس (ر)

تنزیل الرحمٰن تھے۔ اس زمانہ میں چاروں مکاتب فکر کے بڑے بڑے حضرات نظریاتی کونسل کے رکن تھے۔ ایک موقعہ پر کسی تقریب میں ایک صحافی کے سوال کے جواب میں جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے فرمایا کہ ملک میں دیوبندی، بریلوی، شیعہ، اہل حدیث کون سا قانون نافذ کیا جائے؟۔ بظاہر یہ طنز کی بجائے اپنی جان چھڑانے کا وہ بہترین جواب تھا جو ہمیشہ اسلامی قوانین کے نفاذ سے اعراض کے لئے پاکستان کے حکمران دیتے چلے آتے تھے۔ اس کے بعد کسی اور عنوان پر ملک بھر کے تمام مکاتب فکر کے نمائندہ علماء کرام کا صدر مملکت پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے اجلاس بلایا۔ اس میں جسٹس (ر) تنزیل الرحمٰن نے ہزاروں صفحات پر مشتمل اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے رجسٹر کے رجسٹر جنرل صاحب کے سپرد کرتے ہوئے کہا کہ ان سفارشات پر دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ کے جید علماء، قانون دان حضرات اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کے دستخط ہیں اور یہ اتنی جامع سفارشات ہیں کہ ان پر قانون سازی کر دی جائے تو مکمل آئین ودستور وقانون اس ملک کا اسلامی ہو جائے گا۔ آج کے بعد آپ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ اس ملک میں کون سے مسلک کی فقہ نافذ کی جائے؟۔ ان سفارشات پر چاروں مسالک کے دستخط ہیں۔ وہ سفارشات نہ تو نافذ ہوئیں نہ ہونا تھیں۔ لیکن اس وقت نظریاتی کونسل کے اس اقدام سے حکومتی طبقہ اور حکمرانوں پر اتمام حجت ہو گیا۔

تحریک پاکستان، تحریک ہائے ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ، ملی یکجہتی کونسل میں جس طرح تمام مسالک شامل اور شانہ بشانہ تھے۔ آج متحدہ مجلس عمل کی تشکیل وارتقاء میں بھی تمام مکاتب فکر کی نمائندگی موجود ہے۔ اس کی ہیئت کذائی نے اسلامیان وطن پر اتمام حجت کر دی ہے۔ اب وہ یہ عذر نہ کر سکیں گے کہ انتخابات میں کس مکتب فکر کو ووٹ دیتے؟۔ لیجئے! ملک اسلام کے نام پر بنا تھا تو اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے تمام مکاتب فکر متحدہ پلیٹ فارم پر متحد ویکجان ہیں۔ اب کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ اگر متحدہ مجلس عمل کو اس الیکشن میں اسلامیان وطن ووٹوں سے پذیرائی دیتے ہیں اور بعض پرانے شکاری اور بازی گر، مذہبی ووٹ کو تقسیم کرنے کی سازش نہیں کرتے تو توقع ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالہ سے کوئی سی نئی کوشش میں ہماری دینی قیادت کامیاب ہو جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہو جائے۔ یا اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرما۔ آمین!

ضروری اعلان

فقیر راقم کا لولاک سے ۱۹۶۸ء سے ایک گونہ تعلق ہے۔ جس پر اب نصف صدی مکمل ہو رہی ہے۔ لیکن اب مصروفیات اور عمر کے حوالہ سے از خود فیصلہ کیا ہے کہ اس میں مضمون اور اداریہ وغیرہ کی ذمہ داری نبھا پاؤں گا۔ اس کے لئے علاوہ ذمہ داری اب مشکل ہے۔ اس لئے آئندہ سے اس کی ترتیب وترکیب تمام تر حضرت مولانا محمد وسیم اسلم کے ذمہ ہوگی اور اس کی نگرانی حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ فرمائیں گے۔ مضامین کا چناؤ وحذف تمام امور کی یہ حضرات ذمہ داری پوری کریں گے۔ بعض مضامین راقم

کے مزاج کے خلاف ہوتے ہیں۔ لیکن شائع ہونا جماعتی حوالہ سے ضروری ہوں گے۔ نیز یہ کہ فقیر کے ذہن میں جس چیز کے متعلق جو نظریہ جم جائے اسے بدلنا یا ترک کرنا اب مشکل ہوگیا ہے۔ قوت برداشت یا مدافعت اب پہلے والی نہیں رہی۔ پھر یہ کہ بعض تحریریں جو نہیں چھپنا چاہئے تھیں چھپ جاتی ہیں تو معذرت کرنا پڑتی ہے۔ یہ وہ امور ہیں جن کے باعث مذکورہ اقدام ضروری تھا۔ اب ان حضرات کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ فقیر کی تحریر میں بھی وہ کانٹ چھانٹ فرماسکیں گے۔ تاکہ جو کام ان حضرات نے کل سنبھالنا ہے وہ آج سنبھال لیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت نصیب فرمائیں۔ آمین!

تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی شاندار تاریخ

خیرالقرون کے عہد مبارک سے ملعون قادیان تک جھوٹے مدعیان نبوت کی تاریخ حضرت مولانا محمد رفیق دلاوری ؒ نے (۱)''ائمہ تلبیس'' میں قلمبند کرکے ایک تاریخ ساز سنہری کارنامہ سرانجام دیا۔

اسی طرح ملعون قادیان کے جنم سے آنجہانی ہونے تک داستان بھی تفصیل وتحقیق سے (۲)''رئیس قادیان'' میں حضرت دلاوری ؒ نے قلمبند فرمادی ہے۔ جس شخص کے پاس یہ دو کتابیں ہوں خیرالقرون کے عہد سے ۱۹۰۸ء تک تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی شاندار تاریخ اس کے پاس محفوظ ہے۔ ملعون قادیان کے بعد سے ۱۹۵۳ء تک تحریک ختم نبوت کی جدوجہد کی تاریخ (۳) کتاب ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء'' میں جستہ جستہ آگئی ہے۔ ۱۹۵۴ء سے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کی تاریخ (۴) کتاب ''تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء'' میں ہے۔ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء سے ۱۹۸۴ء تک کی تاریخ (۵) کتاب ''تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء'' میں آگئی ہے۔ ان پانچوں کتب کو مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا ہے۔ اب خیال ہوا کہ ۱۹۸۵ء سے ۲۰۱۸ء تک کے حالات وواقعات بابت تحریک ختم نبوت ترتیب سے جمع کردیئے جائیں تو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کی تاریخ خیرالقرون سے زمانہ حال تک قلمبند ہوجائے گی۔ جو بہت بڑی سعادت کی بات ہوگی اور پھر تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء سے ۲۰۱۸ء تک کے تمام مواد کو ایک سیٹ کی شکل میں شائع کردیا جائے تو یوں پوری برصغیر کی تاریخ ختم نبوت قلمبند ہوجائے گی۔ یہ کتنی جلدیں ہوں گی؟ کچھ کہنا قبل ازوقت ہے۔ البتہ اس پر کام کا آغاز کردیا گیا ہے۔ ۱۹۹۰ء تک کا حصہ مرتب ہوگیا۔ آگے کام جاری ہے۔ رفقاء کرام ویاران طریقت دعاؤں ومشوروں سے سرفراز فرمائیں۔ کرم ہوگا۔

کتاب تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی کمپوزنگ جاری ہے۔ اس کے بعد کتاب تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی کمپوزنگ ہوگی۔ کتاب تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء کی کمپوزنگ موجود ہے۔ اس کے بعد پھر ۱۹۸۵ء سے ۲۰۱۸ء تک کی کتب کی کمپوزنگ ہوگی۔ اس پر کتنا وقت لگے کتنی جلدوں کا سیٹ بنے گا؟ اس کے لئے انتظار ودعاؤں کی درخواست کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

فقیر: اللہ وسایا

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا ایک باکرامت صحابیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا جلیل القدر صحابیہ ہیں۔ آپ مال دار، وسیع الظرف اور سخی خاتون تھیں۔ آپ کا نام غزیہ بنت جابر الدوسیہ ہے۔ دوس کی شاخ ازد سے تعلق رکھتی تھیں۔ علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے الطبقات الکبریٰ میں آپ کے بہت سے فضائل ومناقب اور کرامات درج کی ہیں۔ آپ اسلام قبول کرنے پر جن مصائب وآلام سے گزریں اور ان پر صبر کیا ان میں سے ایک واقعہ تحریر کیا ہے جو آپ کی عظیم الشان کرامت کا اظہار بھی کرتا ہے۔

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کے خاوند ابوالعسکر مسلمان ہوگئے۔ آپ کے میاں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوس سے مدینہ طیبہ ہجرت کی۔ ام شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ابوالعسکر کے خاندان کے لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ تو بھی ابوالعسکر کے دین پر ہے؟ میں نے کہا: خدا کی قسم میں ان کے دین پر ہوں۔ کہنے لگے کہ ہم تجھے ایسی عبرتناک سزا دیں گے جو کسی کو نہ دی گئی ہوگی۔ تو مجھے اپنے علاقہ سے صفا کی طرف ذوالحلیفہ میں لے گئے۔

چنانچہ انہوں نے مجھے تیز رفتار سرکش اونٹ پر بٹھایا اور مجھے اونٹ سے باندھ دیا۔ وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی دیتے لیکن پانی نہیں دیتے تھے۔ یہاں تک سورج نصف النہار پر آگ برسانے لگتا۔ انہوں نے اپنے خیمے گاڑھے اور مجھے دھوپ میں چھوڑ دیا۔ حتی کہ میری عقل، کان اور آنکھیں جواب دینے لگیں۔ وہ تین دن تک میرے ساتھ ایسا کرتے رہے۔ تیسرے دن کہا کہ: ''اپنا دین چھوڑ دے۔'' وہ بارہا مجھے یہی بولے جاتے اور میں تھی کہ اپنی انگلی توحید کے اقرار کے ساتھ آسمان کی طرف بلند کرتی رہی۔

خدا کی قسم مجھے ان کی طرف سے بہت شدید تکلیف پہنچی۔ پیاس کی وجہ سے میں قریب المرگ ہوگئی۔ یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے پر پانی کے ڈول کی ٹھنڈک محسوس کی۔ پھر میں نے ڈول کو لیا اور ایک ہی سانس میں پی گئی۔ پھر وہ ڈول اٹھا لیا گیا۔ میں دیکھ رہی تھی کہ وہ ڈول آسمان وزمین کے درمیان معلق (لٹکا ہوا) ہوگیا۔ دوبارہ پھر میرے قریب آیا اور میں نے دوسری مرتبہ سیر ہوکر پیا۔ پھر تیسری مرتبہ وہ ڈول نیچے آیا۔ تب میں نے پیا بھی اور اپنے سر اور کپڑوں پر بھی ڈالا۔

اتنے میں وہ لوگ آگئے اور کہا کہ: ''اے اللہ کی دشمن! یہ کہاں سے آیا؟'' میں نے جواب میں کہا کہ اللہ پاک کے دشمن تو میرے علاوہ ہوں گے جو اللہ پاک کے دین کے مخالف ہوں گے۔ باقی رہا تمہارا، یہ

کہنا کہ پانی کہاں سے آیا۔ تو یہ اللہ پاک کی طرف سے رزق ہے جو اس نے مجھے عطا فرمایا۔

یہ دیکھ کر وہ جلدی جلدی اپنے خیموں کی طرف گئے اور واپس آ کر کہا: ’’ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرا رب ہی ہمارا رب ہے۔ جس نے تجھے اس مقام پر رزق عطا فرمایا۔ ہماری تمام تر زیادتی کے باوجود وہی ہے جس نے اسلام کو شریعت عطا فرمائی۔‘‘

وہ تمام کے تمام مسلمان ہوگئے اور مدینہ طیبہ ہجرت کی۔ پھر مجھے اس عمل کی وجہ سے بہتر سمجھتے رہے۔ (مفہوم: التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص ۱۴۸ حاشیہ)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند تھا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کنیت تھی۔ والد کا نام سہیل اور والدہ کا نام عاتکہ تھا۔ پہلے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد کے عقد میں آئیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد جو زیادہ تر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے چچا کے بیٹے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جو ہجرت کر کے مدینے آئیں۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور نو تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا: ’’یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سہو تو نہیں ہوا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے۔‘‘

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے ایک فرزند سلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں۔ وضع حمل کے بعد جب عدت کے چار ماہ اور نو یوم گزر گئے تو ۴ ہجری میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آ گئیں۔ اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۲۶ سال تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد فضل وکمال میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا درجہ بلند ہے۔ اس بات پر سب متفق ہیں کہ ازواج مطہرات میں سب کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ لیکن سن وفات میں بہت اختلاف ہے۔ کسی تاریخ میں ۵۸ ہجری لکھا ہے اور کسی میں ۶۱ ہجری۔ وفات کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً ۸۰ سال تھی۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدت رفاقت تقریباً ۷ سال ہے۔

ترمذی میں ہے۔ حضرت سلمٰی انصاری رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں: ایک دن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ رو رہی ہیں۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا: ’’میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک اور ریش مبارک گرد آلود تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشکبار تھے۔ میں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ حسین رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے۔‘‘ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے تین سو ستر احادیث مروی ہیں۔ (محترمہ عائشہ کنول)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حالات

قسط نمبر:7

تحقیق: مولانا محمد ریاض انور گجراتی، تلخیص: حافظ عتیق الرحمٰن

جود وسخا کا مجسم

’’حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کے بارے میں سنا کہ وہ اپنے رب سے سوال کر رہا ہے کہ اس کو دس ہزار درہم دے دے۔ پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے اور اس آدمی (سائل) کی طرف ایک آدمی کو بھیجا جب وہ سائل حاضر ہوگیا اور اس نے اپنی حالت کا شکوہ کیا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے خزانچی کو بلایا اور تمام آمدن خرچ کا حساب چیک کیا۔ یہاں تک کہ جب حساب مکمل ہوگیا تو پھر فرمایا باقی مال بھی لے آؤ تو پچاس ہزار لے کر حاضر ہوگیا۔ پھر آپ نے خزانچی سے فرمایا وہ پانچ سو درہم تمہارے پاس تھے ان کا کیا بنا؟ اس خزانچی نے کہا وہ تو میرے پاس ہیں۔

فرمایا: ان کو بھی لے کر آؤ۔ جب وہ خزانچی سارے درہم و دینار لے کر حاضر ہوا تو سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے وہ تمام رقم اس مفلوک الحال سائل کو عطاء کرتے ہوئے ساتھ ہی معذرت بھی فرمائی کہ یہ مال تیرے شایان شان نہیں ہے۔‘‘ (الحسن والحسین ص ۹)

دشمن کے ساتھ سخاوت

’’ایک دفعہ ایک آدمی جو کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے انتہائی مخالفین میں سے تھا وہ مدینہ طیبہ میں آپہنچا۔ اس کو سامان سفر اور سواری کی ضرورت تھی۔ اس نے مدینہ طیبہ کے لوگوں کے سامنے اپنی حاجت کا ذکر کیا تو کسی نے اس کو جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے بارے مطلع کر دیا۔ وہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے مکان پر آگیا۔ جب اس نے اپنی دونوں خواہشوں کا ذکر کیا تو آپ نے اس کے مطالبے کو پورا فرماتے ہوئے دونوں چیزیں اپنے باپ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دشمن کو دے دیں۔ بعد میں کسی نے آپ سے شکایت کی آپ اپنے والد کے دشمن کے ساتھ اس قسم کا سلوک اختیار کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: کیا میں ان سے آبرو نہ بچاؤں؟‘‘ (حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے سو قصے)

’’مدینہ طیبہ میں ایک شخص نے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تنگ دستی کو دور کرنے کے لئے سوال کیا۔ اس وقت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی چیز موجود نہیں تھی جو کہ اس کی حاجت کو پورا کرتی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا کہ کیا میں تجھے ایک ایسا طریقہ نہ بتاؤں جس کی وجہ

سے تمہاری ضرورت پوری ہو جائے۔ اس سائل نے عرض کی: جی ہاں! ضرور بتلایئے وہ کون سا طریقہ ہے۔ فرمایا: تم خلیفہ کے پاس چلے جاؤ۔ اس کی بچی فوت ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بہت زیادہ مغموم واداس ہے۔ اس کے ساتھ ابھی تک کسی نے بھی تعزیت وغیرہ نہیں کی تو اس کے پاس جا کر ان الفاظ کے ساتھ تعزیت کرو: ’’تمام تعریفیں اللہ وحدہ لاشریک لہ کے لئے ہیں کہ جس نے آپ کو لڑکی کی قبر پر بٹھا کر اس کی پردہ پوشی فرمائی اور اس کو آپ کی قبر پر بٹھا کر پردہ دری نہیں فرمائی۔‘‘ پس وہ آدمی خلیفہ کے پاس چلا گیا اور اس نے سیدنا حسنؓ کی تجویز وطریقہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے وہی بات کہی۔ اس طریقے سے اس خلیفہ کا غم دور ہو گیا اور اس نے اس آدمی کے لئے انعام کا حکم دیا۔ پھر خلیفہ نے فرمایا: سچ بتا: کیا یہ تیرا کلام ہے؟۔ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ فلاں (حسنؓ) کا کلام ہے۔ خلیفہ نے کہا تو نے واقعی سچ کہا کہ جناب امام حسنؓ تو فصیح کلام کا سرچشمہ ہیں۔‘‘ (الحسن والحسینؓ ص ۶)

بے مثال سخاوت

’’سیدنا امام حسنؓ نے دو دفعہ اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیرات کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک دانہ بھی نہ بچا۔ تین دفعہ کل مال کا نصف حصہ فی سبیل اللہ تقسیم کر دیا۔ یہاں تک اگر جوتوں کے دو جوڑے تھے تو ان میں ایک جوڑا اپنے لئے رکھ لیا اور دوسرا جوڑا فی سبیل اللہ دے دیا۔‘‘ (سخاوت حسنین کریمینؓ ص ۶۳)

سیدنا امام حسنؓ نے سلام کیا

’’ایک مرتبہ سیدنا امام حسنؓ بیت اللہ شریف کے طواف سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں چند فقیر ومساکین گداگر بیٹھے ہوئے روکھے سوکھے ٹکڑے کھا رہے تھے جو کہ انہوں نے دوران سوال اکٹھے کئے تھے۔ امام حسنؓ جب ان کے قریب سے گزرنے لگے تو انہوں نے ان فقراء گداگروں کو سلام فرمایا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے دعوت طعام میں شرکت کی استدعا کی۔ سیدنا امام حسنؓ کی عاجزی وانکساری کا عالم ملاحظہ فرمائیں۔ ان سے کوئی نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ انہیں نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ نہ ہی اپنی جبین انور پر کوئی تیوری وغیرہ چڑھائی۔ بلکہ جب انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی تو آپ ان مساکین گداگروں کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا: بھائیو! یہ کھانا صدقہ اور خیرات کا ہے جو کہ میرے لئے مناسب نہیں۔ کیونکہ میں صدقہ وخیرات کا مال نہیں کھا سکتا۔ ورنہ مجھے اس میں کوئی عار وشرم نہیں تھی۔ بلکہ اٹھو! تم میرے ساتھ میرے مکان پر چلو۔ آپ ان تمام مساکین وگداگروں کو لے کر جب اپنے گھر پہنچے تو انہیں بہترین کھانا کھلایا اور سب کو عمدہ کپڑے اور نقدی دے کر انہیں بڑے ہی عزت واحترام کے ساتھ رخصت کیا۔‘‘ (سیرت حسنین کریمینؓ ص ۶۵)

حاجت مند کی خاطر

"ایک دفعہ سیدنا امام حسن ﷛ مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے کہ کسی حاجت مند نے آ کر آپ کو دکھ بھری حالت بتائی۔ سیدنا امام حسن ﷛ نے نفلی اعتکاف چھوڑ کر اس غریب کی حاجت کو پورا فرمایا۔ کسی نے سوال کر ڈالا کہ انسانی ضرورت کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو آپ نے ترک کر دیا ہے۔ سیدنا امام حسن ﷛ فرمانے لگے کہ میں نے اپنے نانا جان ﷺ سے سنا ہے کہ جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی مشکل وقت میں امداد کرتا ہے۔ اگر اس کی کوشش سے وہ کام ہو جائے تو کوشش کرنے والے کو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ میری نظر میں ایک مسلمان کی مدد کرنا تین مہینے کے اعتکاف سے بہتر ہے۔"

(سیرت حسنین کریمین ص ۶۶)

طواف ترک کر دینا

"ایک دفعہ جناب سیدنا امام حسن ﷛ بیت اللہ شریف کے طواف میں مصروف تھے کہ ایک حاجت مند اور ضرورت مند نے فوری مدد کی درخواست کی۔ امام حسن ﷛ اسی وقت اپنے نفلی طواف کو چھوڑ کر اس ضرورت مند کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔" (سیرت حسنین کریمین ص ۶۶)

سائل کا سوال

"ایک مرتبہ سیدنا امام حسن ﷛ تشریف فرما ہیں ان کے در اقدس پر ایک اعرابی جو کہ سائل تھا اس نے اپنی حاجت اور تنگدستی کے بارے میں آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فوری حکم صادر فرمایا۔ اس وقت جو کچھ ہمارے خزانے میں موجود ہے اسے حاضر کرو اور اس مال کو اس سائل کے حوالے کر دو۔ چنانچہ اس وقت دس ہزار درہم نکلے۔ آپ کے خدام نے اس رقم کو اس سائل اعرابی کے حوالے کر دیا۔ اس سائل نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے موقعہ ہی نہیں دیا کہ میں کچھ عرض کر سکوں؟ سیدنا امام حسن ﷛ نے اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہماری ذات سوال کرنے سے پہلے ہی عطاء کرنے کی عادی ہے تاکہ سوالی کی پیشانی کہیں شرم وندامت سے جھک نہ جائے۔" (شہادت نواسہ سید الابرار ص ۳۲۷)

ایک مقروض اور سیدنا امام حسن ﷛

"ایک مرتبہ ایک شخص سخت پریشانی کے عالم میں اپنے رب سے گڑگڑا کر دعا کر رہا ہے کہ اے اللہ! میں سخت مقروض ہوں۔ پریشانی نے ہر سمت سے مجھے گھیر رکھا ہے۔ اے میرے مولا! مجھے دس ہزار درہم درکار ہیں۔ میرے خالق میری پریشانی کو ختم کر کے میرے لئے دس ہزار کا انتظام فرما دیں۔ حضرت امام

حسن رضی اللہ عنہ نے اس کی درد بھری آواز سے نکلی ہوئی دعا کو سن لیا اور دس ہزار درہم اس کو بھجوا دیئے۔"

(شہادت نواسہ سید الابرار ص ۴۲۷)

ایک لاکھ کی رقم

"اسی طرح ایک بار ایک محتاج و بے بس اور لاچار تنگ دست حاجت مند نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی و مجبوری کا اظہار کیا۔ تو سخی خاندان اہل بیتؓ کے اس روشن ستارے نے بلا تأمل اس پریشان اور مفلوک الحال کو ایک لاکھ کی کثیر رقم عطاء کر کے سخاوت کا نام بلند کر دیا۔"

(شہادت نواسہ سید الابرار ص ۴۲۷)

ایسا بھی کوئی سخی ہے

قارئین کرام! ہم اس مقام پر سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے بارے میں آپ کو معلومات فراہم کر رہے ہیں۔ یہ وہ سعادت مندی اور شرافت والی ہستی ہے جن کے بارے میں امت مسلمہ نے ان کا ان الفاظ میں تعارف کرایا ہے:"آپ (حضرت حسن رضی اللہ عنہ) سید، کریم، حلیم، زاہد، پرسکون، باوقار، صاحب حشمت اور قابل تعریف سخی تھے۔" (الصواعق المحرقہ عربی ص ۱۳۹)

بڑھیا کی ضیافت کا بدلہ

"ایک بڑھیا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی ضیافت کی۔ آپ نے اسے ایک ہزار بکریاں، ایک ہزار درہم عنایت فرمائے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اس قدر اس بڑھیا کو مال عنایت فرمایا اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار درہموں سے اس کو نوازا۔" (الصواعق المحرقہ عربی ص ۱۳۹)

یہودی کو جواب

"ایک مرتبہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ غسل فرما کر گھر سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت آپ نے ایک قیمتی لباس پہنا ہوا تھا۔ آپ انتہائی وقار، تمکنت، دبدبہ، رعب اور شان و شوکت کے ساتھ جا رہے تھے۔ اسی اثناء میں راستے میں آپ کی یہودی سے اچانک ملاقات ہوگئی۔ اس یہودی نے ٹاٹ کا معمولی حقیر سا لباس پہنا ہوا تھا۔ بیماری نے اس کا برا حال بنا رکھا تھا۔ فقر و فاقہ اور غربت نے اس یہودی کو نڈھال و کمزور بنا دیا تھا۔ سورج پوری آب و تاب سے اس پر آگ کی حرارت برسا رہا تھا۔ اس یہودی نے اپنی گدی پر پانی کا ایک مٹکا اٹھا رکھا تھا۔ جب اس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اس (شان و شوکت والی) حالت میں دیکھا تو انہیں اس نے روک کر کہا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ سیدنا امام

حسن ﷜ نے فرمایا: کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ اس یہودی نے کہا آپ کے نانا جان ﷺ کا فرمان اقدس ہے کہ دنیا مومن کے لئے جیل خانہ اور قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔ حالانکہ آپ مومن ہیں اور میں کافر ہوں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا کی زندگی آپ کے لئے جنت ہے۔ آپ اس میں مزے اڑا رہے ہیں اور میرے لئے دنیا قید خانہ ہے کہ اس کے مصائب وتکالیف نے مجھے تباہ کر کے رکھ دیا ہے اور اس کی سختی وفقر نے مجھے مشکلات ومشقت میں ڈال دیا ہے۔ جب یہودی اپنا سوال سنا کر خاموش ہو گیا تو فرمانے لگے (اے یہودی!) اگر تو (اپنی آنکھوں سے) ان نعمتوں کو دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں میرے لئے تیار کی ہیں تو تجھے پختہ یقین ہو جائے گا کہ میں ان نعمتوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے قید خانہ میں ہوں۔ اگر تو اس عذاب کو دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے آخرت میں تیار کیا ہے تو تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ تو اس عذاب کی طرف نسبت کرتے ہوئے وسیع جنت میں ہے۔“ (الحسنؓ والحسین ص۹۰)

حضرت امام حسن ﷜ کی بھوک

ایک دفعہ رحمت کائنات ﷺ سیدہ بتول خاتون جنت حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے تو حضرت سیدہ بتول فاطمہؓ اور جناب سیدنا علی المرتضیٰ ﷜ آرام فرما رہے تھے۔ جب کہ حضرت سیدنا امام حسن ﷜ بھوک کی شدت کی وجہ سے (آہستہ آہستہ) رو رہے تھے اور کھانا مانگ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو جگانا بہتر نہ سمجھا۔ گھر کے صحن میں ایک بکری کھڑی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا اپنے ہاتھ مبارک سے دودھ نکالا اور رحمت کائنات ﷺ نے اپنے دست اطہر سے اس معصوم شہزادے کو خود پلایا۔ حضرت حسنؓ نے خوب دودھ پی لیا۔ یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے اور ان کی بھوک ختم ہو گئی۔“

(حضرت فاطمہؓ کے سو قصے ص۸۰)

قارئین کرام! دیکھئے کہ رسول اکرم ﷺ کو جناب علی ﷜ کے اس پھول سے کتنی محبت تھی کہ ان کی بھوک کی تکلیف اور ان کا گریہ آپ ﷺ سے برداشت نہ ہو سکا اور خود بخود بنفس نفیس دودھ دوہنے کی زحمت برداشت فرمائی۔ مگر ننھے شہزادے کی مبارک نگاہوں سے بہنے والے آنسوؤں کو گوارا نہیں کیا۔

ضروری اعلان

حضرت مولانا خواجہ خان محمد ﷫ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت مولانا عبدالغفور قریشی ﷫ ٹیکسلا کی سوانح حیات زیر ترتیب ہے۔ اگر کسی صاحب کے پاس حضرت والا کا کوئی مکتوب گرامی، کوئی تحریر یا کوئی اہم واقعہ ہو تو درج ذیل پتہ پر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

(مولانا صاحبزادہ) محمد زکریا جامعہ خاتم النبیین ٹیکسلا ضلع راولپنڈی

مال فدک کا قضیہ خلیفہ سفاح عِشَلیہ کے دربار میں

مرسلہ: رانا محمد طارق سلیم

سفاح عِشَلیہ خلافت عباسیہ کا پہلا خلیفہ ہے۔ اس کی پیدائش ۱۰۸ھ میں ہوئی۔ کوفہ میں اس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ مسند احمد وغیرہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یخرج رجل من اهل بیتی عند انقطاع من الزمان وظهور من الفتن یقال له السفاح یکون اعطاوه المال حثیا '' کچھ زمانے بعد جب فتنے رونما ہو جائیں گے تو میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا جس کا نام سفاح عِشَلیہ ہوگا۔ وہ لوگوں کو مال لپ بھر بھر کر دے گا۔ (یعنی مال و دولت کی بہتات ہوگی) (مسند احمد ج ۳ ص ۸۰، کنزالعمال ص ۳۱۰۳۹)

ابن اعرابی کہتے ہیں کہ خلیفہ سفاح عِشَلیہ نے اپنی خلافت کا پہلا خطبہ ''عباسیہ'' نامی ایک گاؤں میں دیا۔ دوران خطبہ ابوطالب کی اولاد میں سے ایک شخص اٹھا جس کی گردن میں قرآن لٹک رہا تھا۔ تاریخ الخلفاء کے مطابق اس کا نام عبداللہ بن حسن تھا۔ وہ اس مجلس میں اٹھا، خلیفہ کو مخاطب کیا اور کہنے لگا: ''اذکرك الله الذی ذکرته الا انصفتنی من خصمی وحکمت بینی وبینه بما فی هذا المصحف ''جس اللہ کا آپ ذکر کر رہے ہیں اس کی میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ آپ میرے مقدمے کو انصاف کے ساتھ نمٹائیں اور اس قرآن کے مطابق فیصلہ سنائیں۔

خلیفہ سفاح عِشَلیہ نے پوچھا: ''ومن ظلمك ''آخرتم پر ظلم کس نے کیا ہے؟

عبداللہ بن حسن: ''ابوبکر الذی منع فاطمة فدکا ''وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں جنہوں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ کو مال فدک سے محروم رکھا۔

''فدک'' سرزمین حجاز میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ فدک سے مدینہ منورہ تک دو یا تین دن کی مسافت ہے۔ ۷ ہجری میں جب رسول اکرم ﷺ نے خیبر کے قلعوں کو فتح کر لیا تو مدینہ منورہ واپسی کے بعد حضرت محیصہ بن مسعود کو ایلچی بنا کر فدک کی طرف روانہ کیا۔ ان دنوں فدک کا رئیس یوشع بن نون یہودی تھا۔ فتح خیبر کی خبر سے اہل فدک مرعوب ہو چکے تھے اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ اپنا سکہ بٹھا چکا تھا۔ جب انہوں نے رسول اکرم ﷺ کا پیغام فدک کے یہودیوں کے سردار کو دیا کہ: ''اسلام قبول کر لو یا جزیے کے لئے تیار ہو جاؤ'' تو وہ فوراً اپنی زمین کی پیداوار کا آدھا حصہ دینے پر راضی ہو گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے مال فدک کو اپنے لئے مخصوص کیا۔ کیونکہ یہ لڑائی کے بغیر صرف مصالحت سے قبضے میں آیا

تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہی مال فدک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے طلب کیا تو انہوں نے فرمایا: اے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی! میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''انما هی طعمة اطعمنیها الله تعالیٰ حیاتی فاذا مت فهی بین المسلمین'' یہ مال فدک روزی (مال غنیمت) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے میری زندگی میں کھلایا ہے۔ جب میں فوت ہو جاؤں گا تو مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ (معجم البلدان ج۴ ص۲۷۲)

خلیفہ سفاح ؒ نے پوچھا: ''وهل کان بعده احد'' کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد بھی کوئی خلیفہ تھا؟

عبداللہ بن حسن: ہاں۔

خلیفہ سفاح ؒ: کون؟

عبداللہ بن حسن: عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ)

خلیفہ سفاح ؒ: ''فاقام علی ظلمهم؟'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تم پر ظلم روا رکھا؟

عبداللہ بن حسن: ہاں۔

خلیفہ سفاح ؒ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بعد بھی کوئی خلیفہ تھا؟

عبداللہ بن حسن: ہاں۔

خلیفہ سفاح ؒ: کون؟

عبداللہ بن حسن: عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ)

خلیفہ سفاح ؒ: انہوں نے بھی تم لوگوں پر ظلم کو برقرار رکھا اور تم انصاف سے محروم رہے؟

عبداللہ بن حسن: ہاں۔

خلیفہ سفاح ؒ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد بھی کوئی مسلمانوں کا خلیفہ تھا؟

عبداللہ بن حسن: ہاں!

خلیفہ سفاح ؒ: کون؟

عبداللہ بن حسن: امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

خلیفہ سفاح ؒ: پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بھی تم لوگوں پر ظلم روا رکھا اور مال فدک مسلمانوں سے چھین کر تم لوگوں کے حوالے نہیں کیا؟

اپنی بات جاری رکھتے ہوئے مزید خلیفہ سفاح ؒ نے آگے کہنا شروع کیا: ''ان علیا جدك كان خیراً منی واعدل ولی هذا الامر افاعطی جدیك الحسن والحسین وكانا خیرا منك شیئا'' تمہارے دادا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل تھے اور مجھ سے زیادہ انصاف پرور بھی۔

زمام خلافت ان کے ہاتھ میں بھی آئی تھی۔ کیا انہوں نے اپنے فرزندان حسن و حسینؓ کو مال فدک میں سے کچھ دیا تھا؟ جب کہ وہ دونوں تم سے افضل تھے؟

یہ جواب سن کر عبداللہ بن حسن ہکا بکا رہ گیا اور بالکل خاموشی کے عالم میں پیچھے کی جانب دیکھنے لگا۔ گویا وہ چھٹکارا تلاش کر رہا تھا۔

ادھر خلیفہ سفاح ؒ نے کلام کو مزید طول دیا اور کہنے لگا: ’’واللہ الذی لا الہ الا ھو لولا انہ اول مقام قمتہ ثم لم اکن تقدمت فی ھذا قبل لا خذت الذی فیہ عیناک، اقعد ‘‘قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اگر میرے خطبے کا یہ پہلا موقع نہ ہوتا اور مجھ سے پہلے اس مسئلے کے بارے میں (دوسرے خلفاء سے) باز پرس نہیں ہوئی ہوتی تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ چل بیٹھ!

خلیفہ سفاح ؒ نے پوری وضاحت کے ساتھ اس کو ڈانٹ کر بٹھا دیا اور پھر اپنا خطبہ آگے جاری رکھا۔ (اخبار الاذکیا، ابن جوزی ص ۶۸، تاریخ الخلفاء ص ۲۰۰ ...... ماخوذ از سنہرے فیصلے)

وضو کرنے کے بعد کی دعا

۱...... حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ: میں حضور ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا۔ جب آپ وضو فرما چکے تھے اور میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ’’اللھم اغفرلی ذنبی ووسع فی داری وبارک فی رزقی ‘‘میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو ایسے ایسے کلمات کہتے ہوئے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کلمات نے کوئی چیز باقی چھوڑی۔

۲...... حضرت ابوسعید خدریؓ راوی حدیث ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے وضو کیا اور پھر یہ دعا پڑھی: ’’سبحانک اللھم وبحمدک اشھدان لاالہ الا انت استغفرک واتوب الیک ‘‘تو ایک پرچہ پر لکھ کر وہ پرچہ سربمہر کر دیا جاتا ہے۔ اسے قیامت تک نہیں کھولا جائے گا۔ ایسے ہی حضرت متین ابن عباد حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں۔

۳...... حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اچھی طرح وضو کیا اور پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ دعا پڑھی یعنی دوسرا کلمہ: ’’اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ ‘‘تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس میں سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۶۹)

حج بیت اللہ ...... اہمیت وفضیلت

مولانا محمد وسیم اسلم

نحمده ونصلی و نسلم علیٰ رسوله الکریم، اما بعد!

’’وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا :آل عمران: ۹۷ ‘‘﴿حج بیت اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب استطاعت (عاقل، بالغ، صحت مند اور صاحب ایمان) شخص پر فرض کیا ہے۔﴾یعنی مجنوں، پاگل، نابالغ، معذور اور غیر مسلم شخص پر حج بیت اللہ فرض نہیں ہے۔

حج کا لغوی معنی

حج کا لغوی معنی ہے:’’قصد کرنا یا ارادہ کرنا۔‘‘

حج کا اصطلاحی معنی

حج کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ:’’مخصوص ایام میں، مخصوص شرائط کے ساتھ، مخصوص افعال کی ادائیگی کے لئے بیت اللہ کا قصد کرنا۔‘‘ حج کے ایام شروع ہونے کو ہیں۔ اطراف عالم سے لاکھوں حجاج کرام ترانہ لبیک کی صدائے بازگشت بلند کرتے ہوئے پہنچنا شروع ہو جائیں گے۔ جو کہ اسلام کے ایک اہم رکن یعنی حج کے حکم کی بجا آوری کے ساتھ اپنا تعلق حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانیوں کے ساتھ جوڑیں گے۔ اسی عاشقانہ عبادت کا نام حج ہے۔ ذیل میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں حج کی اہمیت و فضیلت کا مختصر تذکرہ ملاحظہ فرمائیں:

حج کی اہمیت

’’بنی الاسلام علیٰ خمس شهادة ان لا اله الا اللہ و ان محمدا عبده ورسوله و اقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة و حج البیت و صوم رمضان۔‘‘ (مسلم شریف، کتاب الایمان)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں: ۱...... گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ۲...... نماز قائم کرنا۔ ۳...... زکوٰۃ ادا کرنا۔ ۴...... بیت اللہ کا حج کرنا جو شخص اس کی طاقت رکھتا ہو۔ ۵...... رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

گویا کہ حج، دین اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ یہ ایسی مخصوص عبادت ہے کہ جس سے بندے میں عجز وانکساری اور بندگی کی شان نمایاں ہوتی ہے۔ کہنے کو تو صرف ایک عبادت ہے۔

لیکن حقیقت میں عبادات کے مجموعے کا نام حج ہے۔تمام تر بدنی اور مالی عبادات کی جھلک اس میں موجود ہے۔مثلاً:

نماز: نماز میں انسان کا پورا جسم اللہ تعالیٰ کے حضور سراپا عجز و نیاز بن کر کھڑا ہوتا ہے۔

روزہ: روزہ میں بھوک و پیاس اور نفسانی خواہشات کو برداشت کر کے بندگی کا اظہار کرتا ہے۔

زکوٰۃ: زکوٰۃ میں مسلمان اپنا محبوب مال خرچ کر کے محبت الٰہی کا اقرار کرتا ہے۔

جہاد: جہاد میں جان اور مال دونوں کو وقف کر کے اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔

اب غور فرمائیں! حج مذکورہ بالا تمام عبادات کا مجموعہ نظر آئے گا۔کیونکہ اس میں انسان عجز و انکساری، تزکیہ نفس و ترک خواہشات، انفاق فی سبیل اللہ اور جان سمیت تمام چیزیں بیک وقت صرف کر کے بندگی کا اقرار کرتا ہے۔یہ رکن دیگر ارکان کی طرح نہیں کہ اس کو بار بار ادا کرتے رہنا واجب اور ضروری ہو۔بلکہ اگر بندہ مومن زندگی میں ایک بار اس رکن حج کو ادا کر لیتا ہے تو یہ کافی ہے۔جیسا کہ ابوداؤد شریف، کتاب المناسک میں ایک حدیث مبارکہ ہے کہ:''الحج مرۃ واحدۃ فمن زاد فھو تطوع''حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔جس نے زیادہ کیا تو وہ نفل حج ہے۔

حج کی فضیلت

حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:''مامن یوم اکثر ان یعتق اللہ فیہ عبدا من النار من یوم عرفۃ وانہ لید نوثم یباھی بھم الملائکۃ یعنی یتجلی علیھم برحمتہ و کرامہ'' ﴿دنوں میں سے کوئی دن ایسا نہیں جس میں عرفہ کے دن سے زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہوں اور اپنی رحمتوں اور نعمتوں کے ساتھ ان کو اپنا قرب بخشتے ہوں اور ان کے بارے میں اپنے فرشتوں پر فخر کرتے ہوں۔﴾ (مسلم شریف ج۱،ص۴۳۶)

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ایک روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: ''الحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ''حج مبرور (مقبول) کا بدلہ صرف اور صرف جنت ہی ہے۔

حج مبرور کا مفہوم یہ ہے کہ حج ادا کرنے میں صحیح نیت یعنی ریاکاری و دکھلاوا نہ ہو۔گناہوں سے اجتناب کیا گیا ہو۔فرائض و واجبات اور سنتیں اور آداب کی پوری پوری رعایت کر کے حج ادا کیا ہو۔ایسے صحیح سنت کے مطابق حج کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز اور تمغہ نصیب فرمایا کہ:''یہ لوگ میرے شہنشاہی مہمان ہیں۔''اگر یہ لوگ اللہ سے دعائیں مانگیں تو رد نہیں ہوتیں۔اگر بخشش مانگیں تو بخشش کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

حج کے متفرق مسائل

مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

محرم کے بغیر حج و عمرے کی ادائیگی

سوال: کیا عمرے پر جانے کے لئے ضروری ہے کہ عورت کا محرم ساتھ ہو؟ اگر کوئی عورت امریکہ میں رہتی ہو اور اس کا شوہر بھی انتقال کر چکا ہو اور اس کی کوئی اولاد بھی نہ ہو، اس صورت میں اس عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: بغیر محرم کے کوئی خاتون ۴۸ میل کا سفر نہیں کر سکتی۔ اس لئے اگر ایسی خاتون امریکہ سے بغیر محرم کے عمرے کا سفر کرے گی تو گنہگار ہوگی۔

سوال: ایک عورت کا شوہر حیات ہے۔ وہ عورت عمرہ ادا کرنے کے لئے جانا چاہتی ہے۔ لیکن اس کا شوہر روزگار اور کاروبار کی مصروفیت کی وجہ سے نہیں جا سکتا۔ کیا یہ عورت بغیر محرم کے عمرے پر نہیں جا سکتی؟ آج کل گروپ پیکج کے تحت بہت سہولتیں ہیں۔ تمام انتظامات گروپ والے کرتے ہیں۔ خواتین ہوٹلوں میں عورتوں کے ساتھ علیحدہ کمرے میں ہوتی ہیں۔ حرم شریف میں بھی عورتیں اور مرد الگ الگ ہی نماز وغیرہ ادا کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کوئی خاتون بغیر محرم کے خواتین یا گروپ کے ساتھ بھی حج یا عمرے پر نہیں جا سکتی۔ اگر جائے گی تو گنہگار ہوگی۔

مچھر مارنے پر دم نہیں

سوال: میں جدہ میں مقیم ہوں۔ میں نے یہاں گزشتہ سال حج کا فریضہ انجام دیا ہے۔ اس دوران حج کے پہلے دن غلطی سے میں نے ایک مچھر مار دیا تھا۔ کیا اس پر کوئی دم واجب ہے؟

جواب: اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے۔

صفا و مروہ کے مقدس پتھر اٹھا لینا

سوال: میں نے چند سال پہلے عمرہ ادا کیا تھا۔ عمرے کی ادائیگی کے دوران اور سعی کے بعد میں نے صفا و مروہ کے چند پتھر اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لئے۔ میں ان پتھروں کو قرآن مجید کے ایک غلاف میں

رکھ کر لے آیا۔ بعد میں احساس ہوا کہ میرا یہ عمل درست نہیں تھا۔ کیا یہ عمل گناہ کے زمرے میں آتا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں اور نہ اس عمل سے کوئی گناہ ہوا ہے۔ ہاں! ان پتھروں کو صرف متبرک سمجھ سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

سفر حج میں خواتین کا ایام روکنے کے لئے گولیاں استعمال کرنا

سوال: جو خواتین فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے حرمین شریفین جانے سے قبل دواؤں کے ذریعے عارضی طور پر حیض کا عمل رکواتی ہیں۔ تاکہ ان کے حج کے ایام طہارت کی حالت میں پورے ہوسکیں تو کیا یہ عمل درست ہے؟

جواب: اصولاً امر فطرت کو نہیں روکنا چاہئے کہ اس سے بعد میں بہت سی خرابیاں اور بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ تاہم اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کی اجازت ہے۔

حج کی قربانی کرنا

سوال: حج کی ادائیگی کے بعد جو قربانی مکہ معظمہ میں دی جاتی ہے، آیا وہ حج کے شکرانے کی قربانی ہوتی ہے یا اس قربانی سے وہ قربانی بھی ادا ہوجاتی ہے جو مسلمان پر واجب ہے؟

جواب: حج تمتع اور قران والا مکہ یا منیٰ میں جو قربانی کرتا ہے، وہ صرف دم شکر ہے اور قربانی کرنے والا اس میں سے کھا بھی سکتا ہے۔ مگر اس سے وہ قربانی ادا نہیں ہوتی جو اسے قربانی کے موقع پر کرنا تھی۔ اگر وہ حاجی دس ذوالحجہ کے دن تک مکہ مکرمہ میں ۱۵ دن قیام کر چکا ہے تو اس کو اپنی سالانہ قربانی الگ کرنا ہوگی۔ خواہ وہ وہاں کرے یا اپنے ملک میں قربانی کے لئے کہہ دے۔

لیکن اگر اس کو مکہ مکرمہ میں قیام کے پندرہ دن نہیں ہوئے تھے تو وہ مسافر ہے اور مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔ اگر کرے گا تو اجر و ثواب ہوگا۔

دم کی قربانی کا گوشت

سوال: عمرہ اور حج کی ادائیگی کے بعد (کسی غلطی کے باعث) دم کے کفارے میں جو بکرا وغیرہ ذبح کیا جاتا ہے، اس کا گوشت کون کون کھا سکتا ہے؟ کیا دم کا گوشت صرف غریبوں میں تقسیم کرنا ضروری ہے، یا دیگر افراد بھی کھا سکتے ہیں؟

جواب: یہ دم کی قربانی کہلاتی ہے۔ اس کا گوشت غریب اور مسکین کھا سکتے ہیں۔ مال دار و غنی اور خود دم دینے والا بھی نہیں کھا سکتا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل از حضرت جالپوری شہید ؒ ص ۳۳۲، ۳۲۸)

مال کی حرص اور شہرت وجاہ کی طلب

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی ؒ

مال کی حرص

اہل دنیا کو دو چیزیں بھاتی ہیں۔ ان ہی کے لئے جیتے، مرتے اور کھاتے کماتے ہیں۔ اوّل مال کی حرص، دوم شہرت اور جاہ کی طلب۔ مال کے طلبگار، نہ حرام دیکھتے ہیں نہ حلال۔ نہ مال کے شرعی حقوق ادا کرتے ہیں، نہ یہ دیکھتے ہیں کہ مال جمع کرنے میں کتنے گناہ ہو رہے ہیں۔ کتنے بندوں کے حقوق مار رہے ہیں اور کتنے انسانوں پر ظلم کر کے نوٹوں کے گڈے تجوری میں جمع کر رہے ہیں۔ رشوت لے کر، سود لے کر مال جمع کر رہے ہیں۔ اپنی، اپنے بچوں کی اور آنے والی نسلوں کی آخرت برباد کر رہے ہیں۔ جن تک حرام کی کمائی والی جائیداد اور مال پہنچے۔ وہ مرنے والے کی لڑکیوں اور اس کی بیوی کو میراث سے محروم کر دیتے ہیں۔ نیز میراث سے یتیم بچوں کا حصہ نہیں دیتے جو اپنے ہی عزیز ہوتے ہیں۔ ان کا حصہ خود ہی کھا جاتے ہیں۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ''بلکہ تم لوگ یتیم کا اکرام نہیں کرتے اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے اور میراث کا مال سارا سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال سے بہت محبت کرتے ہو۔''

نیز ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ وہ آگ ہی جلنے والی کھال اتارنے والی ہے۔ وہ اس شخص کو پکارے گی جس نے پیٹھ پھیری اور بے رخی اور جمع کیا پھر اٹھا کر رکھا۔''

سود خور

سود خوروں کے بارے میں فرمایا: ''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہوں گے۔ مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جس کو شیطان نے لپٹ کر خبطی بنا دیا ہو۔''

آج کل بینکوں سے سود لے کر لعنتی بنتے ہیں اور حلال سمجھ کر کھا جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ عوام سے سود لیتے ہیں اور اس کو اپنے مال کا منافع قرار دے کر ہضم کر جاتے ہیں۔ حضرت جابرؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی سود کھانے والے پر، اس کے کھلانے والے پر، اس کے لکھنے والے پر، اس کے گواہوں پر اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔ (رواہ مسلم کمافی المشکوٰۃ ص۲۴۴)

حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سود کا ایک درہم جو یہ جانتے ہوئے کھالے کہ یہ سود کا ہے تو یہ ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سود کے ستر حصے ہیں۔

ان میں ادنیٰ ترین یہ ہے کہ (جیسے) کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۶)

رشوت خور

اب رشوت کے لین دین کے بارے میں سنئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر۔ (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ)

حضرت امام احمدؒ اور امام بیہقیؒ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اس پر بھی لعنت بھیجی جو رشوت لینے اور رشوت دینے والے کے درمیان واسطہ بنے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۶)

لوگوں کے حق مار کر، مزدوروں کے واجب الاداء پیسے روک کر، یتیموں، بیواؤں کا مال سمیٹ کر، (جس پر شرعی اصول کے مطابق میراث تقسیم نہ کر کے قبضہ کر لیا جاتا ہے) حکام کو رشوت دے کر، دوسروں کا مال اپنا بنا کر، رشوتیں لے کر، سودی رقمیں وصول کر کے اور طرح طرح کے فریبوں سے مال جمع کرتے ہیں۔ پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کامیاب ہیں۔ بھلا لعنت کے کاموں میں بھی کامیابی ہو سکتی ہے؟ کامیابی حلال میں ہے۔ حرام میں نہیں ہے۔ حرام میں تو اپنی اور اپنے بچوں اور وارثوں کی بربادی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بندہ حرام مال کمائے گا پھر اس میں سے صدقہ کرے گا تو صدقہ قبول نہ ہوگا۔ اس میں سے خرچ کرے گا تو اس میں برکت نہ ہوگی۔ اس کو اپنے پیچھے چھوڑ کر جائے گا تو یہ مال اس کے لئے دوزخ کا توشہ بنے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۲)

حرام کھانے والا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام سے پلا بڑھا ہو۔ ہر وہ گوشت جو حرام سے پلا بڑھا ہو دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۲)

مومن بندوں پر لازم ہے کہ حلال کی فکر کریں۔ حلال کمائیں۔ تھوڑا بہت جو حلال مل جائے اسی سے اپنا اور بچوں کا گزارہ کریں۔ گناہوں کے ذریعہ مال حاصل نہ کریں اور زیادہ کمائی کے لئے تنگ ودو میں نہ لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے دل میں جبرائیل امین نے یہ بات پھونک دی ہے کہ کسی جان کو موت نہ آئے گی جب تک کہ وہ اپنا رزق پورا نہ کر لے۔ لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور رزق طلب کرنے میں خوبی اختیار کرو۔ رزق کا دیر میں ملنا تم کو اس پر آمادہ نہ کر دے کہ اللہ کی نافرمانیوں کے ذریعہ طلب کرو۔ کیونکہ اللہ کے پاس جو (ثواب اور انعام) ہے وہ صرف اس کی فرمانبرداری ہی سے مل سکتا ہے۔

(رواہ فی شرح السنۃ والبیہقی فی شعب الایمان کمافی المشکوٰۃ المصابیح ص ۴۵۲)

جبکہ سب کو یہ معلوم ہے کہ اس دنیا سے جانا ہے اور حساب کتاب ہونا ہے۔ حساب کی سخت گھاٹی سے گزرنا ہے تو سمجھداری کا تقاضا یہ ہے کہ حلال بھی بقدر ضرورت کمائیں اور باقی وقت اللہ کی یاد میں گزار دیں اور نیک کاموں میں لگائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حلال مال زیادہ دے دے تو اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کریں۔ لیکن مال کے شرعی حقوق سے غافل نہ ہوں۔ حرام مال کمانے کا ایک مومن سے تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ وہ حلال کے حساب سے بھی ڈرتا ہے۔

حساب کی گھاٹی

حضرت ابوالدرداءؓ کی بیوی نے ایک مرتبہ ان سے کہا: ’’مالك لا تطلب كما يطلب فلان ‘‘ (یعنی کیا بات ہے کہ تم اس طرح سے مال طلب نہیں کرتے جس طرح کہ فلاں شخص طلب کرتا ہے) اس پر انہوں نے ارشاد فرمایا: ’’انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان امامکم عقبة کنودا لا یجوزها المثقلون فاحب ان اتخفف لتلك العقبة :مشکوٰۃ‘‘ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ بلاشبہ تمہارے سامنے ایک سخت دشوار گزار گھاٹی ہے۔ (حساب کتاب کی گھاٹی) جس سے بوجھ والے نہ گزر سکیں گے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس گھاٹی کے لئے ہلکا ہوکر رہوں۔

دیکھو! یہ حضرات ایسے فکر مند تھے کہ حساب کے خوف سے حلال کمانے سے بھی بچتے تھے۔ ہمارے اس دنیاداری کے دور میں حضرت ابوالدرداءؓ کی یہ بات لوگوں کو اچھی تو نہ لگے گی۔ لیکن اس کو ہم نے ضروری جانتے ہوئے نقل کر دیا ہے تاکہ مسلمانوں کو ان حضرات کی فکر مندی کا اندازہ ہو جائے۔ ہم لوگ فکر آخرت سے خالی ہیں۔ وہاں کی کامیابی مدنظر نہیں۔ اس لئے نہ حرام سے بچتے ہیں۔ نہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں اور حضرات صحابہ کرامؓ کی باتیں عجیب وغریب معلوم ہوتی ہیں۔

ایک حدیث اور سنئے: ’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے حلال دنیا اس لئے طلب کی کہ مخلوق سے سوال کرنے سے بچا رہے اور اپنے اہل وعیال کے لئے کسب کرے اور اپنے پڑوسیوں پر مہربانی کرے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا ہوگا اور جس شخص نے حلال دنیا اس لئے طلب کی کہ دوسروں کے مقابلہ میں فخر کرے اور دکھاوا کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوگا۔‘‘

اس حدیث میں حلال کمانے کا ذکر ہے۔ غور فرمائیں! جو شخص حلال کمائے (حرام کا ذکر نہیں) اور اس لئے کمائے کہ دوسروں کے مقابلہ میں مال زیادہ ہو جائے اور اپنی مالداری کے ذریعہ فخر کرے اور اپنے مال کا دکھاوا کرے۔ اس کے لئے ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ جل

شانہ اس پر غصہ ہوں گے۔ پس جبکہ حلال کا مال اس لئے کمایا جائے کہ مالداروں سے مالداری میں مقابلہ ہو، فخر ہو، ریا کاری ہو اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غصہ ہو۔ مذکورہ بالا خراب نیتوں سے حرام کمایا جائے گا تو اس کا کیا حال ہوگا۔ اس پر خود ہی غور کرلیا جائے۔

دنیا میں دیکھا جارہا ہے کہ بلڈنگیں اور بنگلے بنانے میں مقابلہ ہے۔ کارخانے کھولنے میں مقابلہ ہے۔ بڑے بڑے عہدوں میں مقابلہ ہے۔ جو آگے نکل گیا وہ اپنے آپ کو کامیاب سمجھ رہا ہے۔ بیاہ شادیوں میں کہیں ہزاروں اور کہیں لاکھوں کے خرچے ہیں۔ باراتیں چڑھ رہی ہیں۔ باجے بج رہے ہیں۔ ریکارڈنگ ہورہی ہیں۔ بڑے بڑے مہر باندھے جارہے ہیں اور ہر چیز میں فخر ریا کاری پیش نظر ہے۔ جس نے زیادہ مال خرچ کردیا لوگ اسی کو کامیاب سمجھ رہے ہیں اور وہ بھی سمجھ رہا ہے کہ میں بہت کامیاب ہوں۔

قارون کا جلوس

قارون نے اپنا جلوس نکالا تھا جس کا قرآن مجید میں تذکرہ ہے۔ ارشاد ہے: ''سو وہ اپنی آرائش لے کر اپنی برادری کے سامنے نکلا جو لوگ دنیا کے طالب تھے کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ سازوسامان ملا ہوتا جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے۔ واقعی وہ بڑا صاحب نصیب ہے۔'' اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''اور جن لوگوں کو علم عطاء کیا گیا وہ کہنے لگے تمہارا برا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لئے جو ایمان لائے اور عمل صالح کرے۔ وہ ثواب انہیں لوگوں کو دیا جائے گا جو صبر کرنے والے ہیں۔''

قارون نے اپنی مالداری کی ریا کاری اور شہرت کے لئے جلوس نکالا۔ جسے دیکھ کر لوگوں کی رال ٹپکنے لگی اور یہ آرزو کرنے لگے کہ ہم بھی ایسے ہی مالدار ہوتے جیسا کہ یہ شخص ہے۔ ان کو اہل علم نے بتایا کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ ایمان اور اعمال صالحہ پر جو کچھ ملے گا وہ بدرجہا بہتر ہے۔ قارون کا جو انجام ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔ اپنے گھر اور حویلی سمیت زمین میں دھنسادیا گیا۔ نہ مال کام آیا نہ جماعت کام آئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''سو ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسادیا۔ سو کوئی جماعت نہ تھی جو اس کو اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے بچانے کے لئے اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود اپنی مدد کرنے والا تھا۔''

قارون کی ریس (حرص) میں آج کل شادی میں بارات لے جانے والے اور جہیز میں دکھاوا کرنے والے بھی کرتے ہیں کہ جہیز کا سامان ایک ایک شخص کے سر پر بھیجتے ہیں تاکہ دور تک قطار نظر آجائے۔ پھر لڑکی کے یہاں بھی اس کا دکھاوا کیا جاتا ہے اور لڑکی کے ماں باپ جو کچھ زیور وغیرہ دیتے ہیں وہ بھی دکھاوا کرکے دیتے ہیں۔ سب کو اہل دنیا سے داد لینا ہے۔ آخرت کے ثواب کی طرف توجہ ہی نہیں جو اصلی اور واقعی کامیابی ہے۔ اہل علم نے قارون کی ریس کرنے والوں کو جس طرح سمجھایا تھا آج بھی اہل علم اس طرح کے لوگوں کو سمجھاتے ہیں۔ لیکن دنیا کی محبت اہل علم کی باتیں ماننے نہیں دیتی۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا مفتی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ملتان

نام: سید شرف الدین احمد عطاء اللہ۔ کنیت: ابوالعطایا۔ خطاب: امیر شریعت۔ تخلص: ندیم۔

قوم: سید بخاری۔

تاریخ ولادت

یوم جمعہ بوقت سحر یکم ربیع الاول ۱۳۱۰ھ، مطابق ۱۸۹۱ء، بمقام پٹنہ۔

والد کا نام: سید ضیاء الدین احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ دادا کا نام: سید نورالدین احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ نانا کا نام: حافظ سید احمد اندرابی رحمۃ اللہ علیہ۔ جن کے مورث اعلیٰ حضرت سید عبدالسبحان رحمۃ اللہ علیہ کشمیر سے ہندوستان پٹنہ (عظیم آباد) میں آ کر آباد ہوئے۔ ددھیال بخارا سے وارد ہندوستان ہوئے اور ناگڑیاں ضلع گجرات میں مقیم ہوئے۔ ابتدائی تعلیم خواجہ عنبر کی مسجد میں حافظ مولوی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ قرآن پاک اپنے والد حضرت سید ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ کیا۔ ذہن رسا پایا تھا۔ اس لئے چھوٹی عمر میں تھوڑے ہی عرصہ میں بہت کچھ حاصل کرلیا۔

بیعت

۱۹۲۱ء میں جبکہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر بیس، اکیس سال ہوچکی تھی تو حضرت مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ملکیاں والے کے بھائی مولوی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغرض حصول فیض روحانی گولڑہ شریف تشریف لے گئے۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں ذہانت، فطانت کے جوہر دیکھ کر خاص توجہ مبذول فرمائی۔ سعادت بیعت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ تین دن کے قیام کے بعد بامراد ہوکر وہاں سے لوٹے۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قصیدہ غوثیہ پڑھنے کی اجازت طلب کرنے لگے تو انہوں نے فرمایا: بھائی میں نے تو آپ کو وہ چیز بتلائی ہے جس کے پڑھنے سے غوث، غوث بنا۔ تمہیں قصیدہ غوثیہ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ویسے اگر تبرکاً پڑھتے رہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

بیعت کے بعد دو اڑھائی برس تک چلہ کشی اور ریاضت میں مشغول رہے۔ ان ریاضتوں کی کیفیت خود شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے:

”میں نے ستاروں سے بازی لگا رکھی تھی۔ پھر یہ کبھی نہیں ہوا کہ ستارہ پہلے طلوع ہوا ہو اور میں پیچھے

جاگا ہوں۔ میں نے ہمیشہ ستاروں کو شکست دی۔ ہمیشہ پہلے اٹھا اور معمولات پورے کئے۔ پھر خدا کی جو رحمتیں نازل ہوئیں ان کا کیا ٹھکانا ہے۔ لطائف کھل گئے۔ میں فضاؤں میں پرواز کرتا اور ارواح قدسیہ سے ہم کلامی کی کیفیت محسوس کرتا تھا۔ روح کا یہ حال تھا مگر جسم کی کیفیت تھی کہ شب وروز جو کے ستو میں نمک اور پانی ملا کر تنور کی پکی ہوئی خشک روٹی کے خستہ ٹکڑے کھاتے رہنے سے میں سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔“

(سواطع الالہام ص۱۷)

حضرت شاہ جی ؒ کی یہ ریاضتیں، چلہ کشیاں اور نفس کشی کے دیگر مشاغل ان کے والد ماجد کے نزدیک اتنا وقیع نہ تھا جتنا کہ علم دین کا حصول۔ چنانچہ۱۹۱۴ء میں جبکہ شاہ جی ؒ کی عمر تئیس چوبیس برس کی ہو چکی تھی۔ ان کے والد ماجد نے ایک دن فرمایا: عطاء اللہ میں تجھ سے راضی نہیں ہوں۔ چاہے تو عرش کا کنگرہ توڑ لائے۔ پھر بھی جاہل ہے اور جاہل کی عبادت کیا؟ جاؤ علم حاصل کرو۔ سعادت مند بیٹے نے مہربان باپ کے حکم کی تعمیل کا پختہ ارادہ کیا۔ چنانچہ صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں قاضی عطاء اللہ ؒ سے پڑھیں۔ پھر امرتسر تشریف لے گئے اور مدرسہ نصرۃ الحق میں باقاعدہ داخلہ لے کر تعلیم کا آغاز کیا۔

اساتذہ

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی ؒ، مولانا مفتی محمد حسن ؒ جو شاہ جی ؒ کے استاد بھی تھے اور دوست بھی۔ کیونکہ وہ حضرت شاہ جی ؒ سے قرأت سیکھا کرتے تھے۔ حضرت استاد العلماء مولانا نور محمد ؒ۔ ان تمام اساتذہ کرام کو حضرت شاہ جی ؒ سے دلی انس اور والہانہ محبت تھی۔ ان کی حقیقت شناس نگاہیں اس گوہر گراں مایہ کی قدر و قیمت سے کما حقہ واقف تھیں۔ جس طرح علامہ اقبال ؒ کے اساتذہ کو ان پر ناز تھا۔ اس طرح حضرت شاہ جی ؒ کے اساتذہ کو بھی ان پر ہمیشہ فخر رہا ہے۔ اساتذہ کی ذات شاہ جی ؒ کے لئے ایک وسیلہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ ورنہ بہت سے علوم انہوں نے بلا محنت شرح صدر کے ساتھ خود حاصل کر لئے تھے۔ الغرض شاہ جی ؒ نے تھوڑے عرصہ میں تمام علوم متداولہ قرآن، حدیث، اصول، فقہ، منطق، صرف ونحو میں دستگاہ (مہارت) حاصل کر لی۔

خطابت کا آغاز

۱۹۱۶ء میں مرزا بشیر الدین محمود امرتسر گیا۔ اس کی تقریر ہوئی تو شاہ جی ؒ نے چند ایک سوالات کئے۔ جن کے جوابات اس سے بن نہ پڑے۔ لاجواب ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ شاہ جی ؒ نے اسی اسٹیج پر کھڑے ہو کر ایک زوردار تقریر فرمائی۔ پھر ۱۹۱۸ء میں باقاعدہ اس کام کی طرف متوجہ ہوئے اور سیاسی زندگی کا آغاز ہوا۔ ان دنوں تحریک خلافت زوروں پر تھی۔ شاہ جی ؒ میدان میں آئے تو ان کی طبع رواں کی

جولانیوں نے تحریک کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا۔ انگریز بوکھلا اٹھا۔ گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ شاہ جی ؒ کو بھی تین سال قید سخت ہوئی اور میانوالی جیل بھیج دیئے گئے۔ تحریک کی اہمیت اور بغاوت فرنگ کے جرم عظیم کے ارتکاب کے پیش نظر شاہ جی ؒ جیسے فدائی دار ورسن کے لئے یہ سزا کوئی سزا ہی نہ تھی۔

چنانچہ خود فرماتے ہیں ۔

دار کے حق دار کو قید سہ سالہ ملے
ہائے قسمت مشکل آساں ہوتے ہوتے رہ گئی

پھر تو سلسلہ شروع ہوا تو کہیں ختم ہونے میں نہ آیا۔ آپ کو بیسیوں بار جیل جانا پڑا۔ وطن کے اس نڈر سپاہی نے پھر تو جیل کو اپنا گھر قرار دے دیا۔ خود فرمایا کرتے: ’’بھئی میں تو بالٹی اور کمبل یہ کہہ کر ساتھیوں کے حوالے کر آیا ہوں کہ انہیں سنبھال کر رکھنا میں ابھی آیا۔‘‘ اور ہوتا بھی یہی رہا کہ اخبارات کی ایک اشاعت میں ان کی رہائی کی خبر درج ہوتی تو دوسری اشاعت میں پھر گرفتاری حکم امتناعی اور نظر بندی کی خبر شائع ہوجاتی۔

چنانچہ ۱۹۲۱ء میں پہلی دفعہ تحریک خلافت کے سلسلہ میں تین سال کی قید سخت کی سزا ہوئی۔ دوسری مرتبہ ۱۹۲۷ء میں مشہور دریدہ دہن آریہ سماجی راج پال کے قتل کے سلسلہ میں کافی عرصہ جیل میں رہے۔ پھر عدم ثبوت کی بناء پر چھوڑ دیے گئے۔ تیسری مرتبہ نمک سازی کے قانون کی خلاف ورزی کرنے کے جرم میں ۱۹۳۰ء میں کلکتہ میں چھ ماہ کی سزا ہوئی۔ چوتھی دفعہ تحریک آزادی کشمیر کے سلسلہ میں دو سال کے لئے پھر جیل جانا پڑا۔ پانچویں مرتبہ قادیان میں نماز جمعہ پڑھا کر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں قید اور جرمانہ کی سزا ہوئی۔ چھٹی مرتبہ پنجاب کی یونی نیسٹ حکومت کے کارپردازوں نے ان کی زندگی کا چراغ گل کرنے کے ارادے سے ان پر بغاوت اور قتل عمد وغیرہ کے سنگین الزام لگا کر گرفتار کیا۔ مقدمہ چلا۔ چونکہ قدرت کو ابھی شاہ جی ؒ سے اور کام لینے منظور تھے۔ اس لئے استغاثہ کے ایک گواہ لالہ لدھارام کے عین وقت پر منحرف قرار دیئے جانے کی بناء پر مسٹر جسٹس ینگ نے آپ کو بری کر دیا اور پنجاب کے نوابزادے حیران وششدر رہ گئے۔ ساتویں بار پاکستان بن جانے کے بعد ۱۹۵۳ء میں خواجہ ناظم الدین کے زمانہ میں تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں جیل گئے۔

یہ حقیقت ہے کہ شاہ جی ؒ کی بے لوث ملکی اور ملی خدمات اپنوں اور پرائیوں سب کے نزدیک قابل قدر ہیں۔ مگر حقیقی کام جو شاہ جی ؒ نے کیا ہے۔ وہ عوام میں صحیح اسلامی روح کا از سر نو احیاء ہے۔ اس سلسلہ میں خود فرماتے ہیں کہ:

’’مجھے ملک کے بعض حصوں میں اور خاص خاص علاقوں میں لاکھوں انسانوں کو صرف لفظ ’’السلام

علیکم“ سکھانے میں ہی کئی برس لگ گئے۔ مسائل تو رہے ایک طرف اٹھنے بیٹھنے، بول چال، ملنے جلنے حتیٰ کہ بعض علاقوں میں مدت تک پیشاب پاخانے پر بھی تقریریں کرنی پڑیں۔ کیونکہ جیسا کہ مردوں اور عورتوں کو بدتہذیبی، عریانی اور بے حیائی میں مبتلا دیکھا تو اسی پر مہینوں بولنا پڑا اور بتایا کہ دیہاتی اور شہری دونوں کو کس طریقے سے بیت الخلاء کی سہولتیں مہیا کرنی چاہئیں۔ خصوصاً عورتوں کی بے حرمتی سے مجھے سخت تکلیف ہوتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ باپ بھائی اور شوہر گھر میں بیٹھے ہیں اور مائیں، بہنیں، بہو، بیٹیاں ضروریات سے فارغ ہونے کے لئے غیر مردوں کے سامنے باہر جنگل کو جارہی ہیں۔ چنانچہ میں نے اس کا سدباب کرنے کے لئے بارہا تقریریں کیں اور کئی جگہ پر تو میں نے خاص خاص لوگوں سے کہہ کر ان کے گھروں میں سنڈاس (بیت الخلاء) تک بنوائے اور تو اور سرحد میں یہ چیز میرے لئے حیرت اور پریشانی کا باعث بنی۔ لیکن وہاں یہ فرق تھا کہ جب ان لوگوں کو اس بارہ میں شرم دلائی تو اس کا بہت اثر ہوا۔ کیونکہ وہ لوگ ابھی بھی غیور ہیں۔ الغرض تبلیغ کے راستے میں عقائد باطلہ کے ٹیلوں اور تودوں کو ہموار کیا۔ جاہلانہ رسم ورواج کے جھاڑ جھنکار صاف کئے۔ مخالفت وعداوت کے گڑھوں کو پر کیا۔ مزدوروں کی طرح پتھر ڈھوئے۔ کوئلے، مٹی اور بجری کی ٹوکریاں کندھوں پر اٹھائیں اور اسے بچھا کر، تارکول ڈالا۔ پھر خود ہی انجن کی طرح راستہ برابر کردیا اور مدتوں کی جانکاہی کے بعد جہاں چلنا مشکل اور ایک قدم اٹھانا بھی دشوار تھا۔ وہاں پیدل تو کجا پھر گدھا گاڑی سے لے کر موٹر تک سب کچھ چلا اور اب تو ہماری ان خود ساختہ اور پامال کردہ راہوں پر کتے بلے بھی دوڑتے پھرتے ہیں۔ لیکن دیکھنے والا صرف سڑک کی کشادگی اور ہمواری کی تعریف کرتا ہے۔ وہ شاید لاکھوں میں سے کوئی ایک ہوگا جس کی نگاہ سڑک بنانے والے اور اس کے لئے جان کھپانے والے کو تلاش کرتی ہو۔“

(سواطع الالہام ص۲۳،۲۴، مؤلفہ سید ابوذر بخاری)

حضرت شاہ جیؒ کی یہی بے لوث خدمات تھیں۔ جنہیں دیکھ کر حضرت سید انورشاہ کشمیریؒ جیسے جید علماء اور صلحاء نے حضرت شاہ جیؒ کے ہاتھ پر سیاسی قیادت اور دینی امارت کے لئے بیعت کی اور انہیں امیر شریعت کا خطاب دیا۔ ماشاء اللہ شاہ جیؒ نے بھی اپنے اعمال اور افعال سے روز روشن کی طرح واضح کردیا کہ وہ اس خطاب کے صحیح حقدار اور ہر طرح کے اہل تھے۔ ہاں! یہ امر قابل ذکر ہے کہ شاہ جیؒ نے پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے بعد حضرت مولانا الحاج حافظ عبدالقادر رائے پوریؒ کے ساتھ تعلق بیعت قائم کیا اور سند خلافت بھی حاصل کی۔

حضرت شاہ جیؒ کی سحر آفرین جادو بیانی نے ملک کے ہر خیال اور ہر طبقہ کے لوگوں سے خراج تحسین وصول کیا۔ چنانچہ مولانا محمد علی جوہرؒ نے ایک دن شاہ جیؒ سے خود فرمایا: بخاری تو نے لوگوں کو اپنی تقریروں کا قورمہ اور پلاؤ کھلا کھلا کر ان کا دماغ خراب کردیا ہے۔ اے ظالم! بھلا بتلا اب اس کے بعد

ہمارے ساگ ستو کو کون پوچھے گا۔ سیاسی اختلاف کی بناء پر ایک دفعہ ہمدرد میں لکھا کہ یہ شخص جادوگر ہے۔ اسے تقریر کی اجازت نہ دینی چاہئے۔ اس کا وجود بڑا خطرناک ہے۔ کیونکہ لوگ اس کی تقریر سے مسحور اور مبہوت ہو جاتے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد ؒ جیسی شخصیت نے بھی شاہ جی ؒ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے: میرے بھائی! (شاہ جی ؒ) آپ کے اس بیان اور اس خدمت پر ملک وملت کا ہر گوشہ خوش اور شکر گزار ہے۔ حضرت تھانوی ؒ نے بقول حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ فرمایا: بھائی! عطاء اللہ شاہ کی کیا بات کرتے ہو۔ ان کی باتیں تو عطاء الٰہی ہوتی ہیں۔ نواب بہادر یار جنگ ؒ جیسے قادر الکلام مقرر نے ایک دفعہ فرمایا کہ: یہ (شاہ جی ؒ) اگر میرے ساتھ ہو جائیں تو چھ ماہ کے اندر اندر ملک میں انقلاب برپا کردوں۔ کاش! کہ میں اس شخص کو مسلم لیگ میں لاسکتا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ نے ایک دفعہ فرمایا: شاہ جی! تم کسی ایک کے نہیں۔ تم سب کے ہو۔ تم اپنی صحت کا خیال رکھو۔ تم اپنے وجود کو صرف اپنا نہ سمجھو۔ یہ کسی کی امانت ہے۔ تم تو اسلام کی مشین ہو۔ وغیرہ! تمہاری ابھی بہت ضرورت ہے۔

مولانا عثمانی مرحوم نے واقعی صحیح فرمایا کہ آپ کی ابھی بہت ضرورت ہے۔ شاہ جی ؒ کی ابھی بہت ضرورت تھی۔ کیونکہ ایسی ہمہ صفت موصوف شخصیتیں باربار پیدا نہیں ہوتیں۔ ایسے نقیب اور داعی انقلاب تو صدیوں بعد بلکہ بقول اقبال ؒ: ’’ہزاروں سال‘‘ بعد پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ جی ؒ کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا۔ اس کا پر ہونا بظاہر ناممکنات میں سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ملت اسلامیہ ایسا قادر الکلام لیکچرار، جادو بیان واعظ اور سحر آفرین خطیب کہاں سے لائے گی۔ جس کی ذات میں قدرت الکلام، طلاقت لسانی، زبان آوری وفت زبانی کا جوہر فطرت میں ودیعت کیا گیا ہو۔ انتخاب موضوعات، مضامین اور تبدیلی اسلوب وطریق بیان میں وہ فرد واحد ہو۔ ساحرانہ تاثیر ونفوذ، جذبات آفرینی اور انقلاب انگیزی جس کی خطابت کا زیور ہو، تنقید اعتراضات وتردید خرافات، اثبات معتقدات تطبیق واقعات، نیز آیات واحادیث سے استدلال اور اشعار ومحاورات سے استشہاد میں جس کو مہارت تامہ حاصل ہو۔ مزاح تفنن اور طنز وبذلہ طبع میں سے تزئین کلام میں جس کو درجۂ کمال حاصل ہو۔ زیر بحث موضوع سے فنکارانہ گریز اور مقصود خطابت کی طرف ماہرانہ رجوع میں جسے ید طولیٰ حاصل ہو۔ عوام وخواص کے دل ودماغ کو آنسوؤں کی روانی اور قہقہوں کی پرواز کے درمیان اعتراف حق وانکار باطل کی وادی میں لاکھڑا کرنا جس کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہو۔

اس جادو بیان خطیب نے ہر جگہ اور ہر علاقہ میں اصلاح رسوم اور تردید عقائد باطلہ کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ لیکن ڈیرہ غازی خان کے ضلع میں شاہ جی ؒ نے جو کام کیا ہے۔ وہ ناقابل فراموش ہے۔

ڈاکٹر گل محمد انصاری سردار احمد خان پتافی مرحوم کے حالات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ: ’’ضلع ڈیرہ غازی خان جو خانقاہوں اور پیروں سے بھرا پڑا ہے۔

ایسے علاقہ میں حق کا کلمہ کہنا ایک قسم کا جہاد عظیم تھا۔ مگر قربان جایئے سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کی جرأت کے اور سردار احمد خان ؒ کی ہمت کے کہ ان دونوں بزرگوں نے بستی بستی، گاؤں گاؤں پھر کر عقائد باطلہ اور رسومات کی تردید کی اور توحید کا علم بلند کیا۔ خدا اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح شان بتلائی۔ ورنہ نہ معلوم کہ اس ضلع میں جہالت اور ضلالت کا کیا حال ہوتا۔‘‘ (ماہنامہ الصدیق ماہ رجب ۱۳۸۰ھ)

الغرض حضرت شاہ جی ؒ نے ہندو پاک کے طول وعرض میں ہر جگہ اور ہر علاقہ میں پہنچ کر احیاء سنت کا فریضہ ادا کیا ہے۔ بیماری میں مبتلا ہونے کی حالت میں بھی وہ اپنے مشن کی تکمیل میں لگے رہے۔ آخر نومبر ۱۳۵۶ھ میں بیمار ہوئے۔ لاہور تین مہینے تک بغرض علاج مقیم رہے۔ افاقہ ہوا۔ مگر بیماری نے غلبہ پانا شروع کر دیا تھا۔ بات چیت میں تکلیف ہونے لگی۔ الغرض مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

آخر ۲۱؍اگست ۱۹۶۱ء بروز بدھ شام کے ساڑھے چھ بجے اس دار فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! (بشکریہ ماہنامہ الصدیق ملتان، ربیع الاول ۱۳۸۱ھ)

سود کی لعنت کا حیرت انگیز واقعہ

ایک دفعہ ایک آدمی کسی اللہ والے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی کہ حضرت! میری بیٹی جوان ہو چکی ہے۔ دعا فرمائیں کہ اس کے لئے کوئی اچھا سا رشتہ آ جائے۔ اس پر بزرگ نے فرمایا کہ خود اس سے شادی کر لو۔ وہ شخص خاموشی ہو کر واپس چلا گیا۔

دوسری دفعہ پھر حاضر ہوا اور وہی عرض کی کہ بیٹی جوان ہوگئی ہے۔ اس کے رشتہ کے لئے دعا فرمائیں۔ بزرگ نے پھر وہی جواب دیا تو وہ شخص کہنے لگا کہ: حضرت! یہ تو گناہ ہے۔

بزرگ فرمانے لگے کہ: مجھے معلوم ہے کہ شریعت میں والد اور بیٹی کی شادی نہیں ہو سکتی۔ لیکن جو تم سود کا کام کرتے ہو۔ اس کی لعنت سے یہ گناہ کم ہے۔

بزرگ کا جواب سن کر وہ رونے لگا اور ان کے قدموں میں گر گیا۔ کہا کہ: میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد یہ کام نہیں کروں گا۔ آپ بزرگ ہیں میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت مجھے معاف کر کے میری توبہ قبول کر لے۔

کیونکہ اس نے سچے دل سے دعا مانگی تھی۔ اس لئے اللہ رب العزت نے اسے شاید معاف کر دیا اور اس کی بیٹی کا کسی اچھے گھر میں بہت اچھا رشتہ بھی ہو گیا۔ (لفظ لفظ روشنی از مفتی شکیل احمد نقشبندی)

و اذ کففت: سے متعلق قادیانی سوال اور اس کا جواب

مولانا عبدالحکیم نعمانی

قادیانی سوال

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے لفظ کــفــفــت کا مطلب: ’’ایسا بچانا کہ دشمن ہاتھ بھی نہ لگا سکے۔‘‘ تو ایسی صورت میں رسول پاک ﷺ کے لئے یعصمک یعنی اللہ تجھے بچائے گا کا مطلب یہ کیوں کہ: ’’جنگ احد کے موقع پر دشمن نے دندان مبارک شہید کر دیئے؟‘‘

اجمالی جواب

کففت اور یعصمک کے مفہوم میں فرق کیوں؟ تو یہ سوال قادیانی جہالت کی دلیل ہے کیونکہ یہ دونوں الگ الگ لفظ ہیں ویسے الہام تو مرزا قادیانی کو بھی اس کے بقول اس کے خدا سے ہوتا تھا کہ میں تجھے قتل کے منصوبوں سے بچالوں گا۔ (سراج منیر ص ۳۱، خزائن ج ۱۲، ص ۳۸)

پھر وہ ڈر کے مارے پوری زندگی برٹش حکومت کے پنجاب سے باہر کیوں نہ نکلا، حج کے لئے کیوں نہ گیا۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کو جب وحی ہوئی تو خود مرزا قادیانی کے بقول آپ ﷺ نے اپنی حفاظت پر مامور صحابی کو چلے جانے کا فرمایا کہ: اب اللہ میری حفاظت کرے گا۔ (الحکم ۲۴؍اگست ۱۸۹۹ء، ص ۲)

تفصیلی جواب

’’واذ کففت بنی اسرائیل عنك اذ جئتهم بالبینات فقال الذین کفروا منهم ان هـذا الا سـحـر مبیـن :مـائـدة: ۱۱۰‘‘ (اے عیسیٰ علیہ السلام) یاد کر اس وقت کو جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل و ہلاک کرنے سے) باز رکھا۔ جب تم ان کے پاس نبوت کی دلیلیں لے کر آئے تھے۔ پھر ان میں سے جو کافر تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ معجزات بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں۔

ہم پہلے اپنی پیش کردہ اسلامی تفسیر کی تائید میں قادیانیوں کے مسلمہ مجدد صدی ششم امام ابن کثیر ؒ و امام فخر الدین رازی ؒ اور مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطی ؒ کی تفسیریں پیش کرتے ہیں۔ تاکہ قادیانی زبان پر حسب قول مرزا مہر سکوت لگ جائے:

۱...... تفسیر امام فخر الدین رازی ؒ:

’’روی انه علیه الصلوٰة والسلام لما اظهر هذه المعجزات العجیبة قصد

الیھود قتلہ فخلصہ اللہ تعالیٰ منھم حیث رفعہ الیٰ السماء ‘‘(تفسیر کبیر جز۲۱ص۷۱)’’روایت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ عجیب وغریب معجزات دکھائے تو یہود نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو یہود سے خلاصی دی۔ اس طرح کہ ان کو آسمان پر اٹھالیا۔‘‘

۲...... تفسیر امام جلال الدین سیوطی ؒ:

’’واذ کففت بنی اسرائیل عنک ، حین ھموا بقتلک ‘‘ (تفسیر جلالین ص۱۱۰)(یاد کر ہماری اس نعمت کو جبکہ) ہم نے روک لیا بنی اسرائیل کو تجھ سے، جس وقت ارادہ کیا یہودیوں نے تیرے قتل کا۔ مطلب اس کا صاف ہے۔ کف کا فعل اسی وقت واقع ہوگیا۔ جب کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ابھی صرف ارادہ ہی کیا تھا۔ کوئی عملی کارروائی نہیں کرنے پائے تھے۔

۳...... تفسیر ابن کثیر ؒ:

’’ای واذکر نعمتی علیک فی کفی ایاھم عنک حین جئتھم بالبراھین والحجج القاطعۃ علیٰ نبوتک ورسالتک من اللہ الیھم فکذبوک واتھموک بانک ساحر وسعوا فی قتلک وصلبک فنجیتک منھم ورفعتک الیّ وطھرتک من دنسھم وکفیتک شرھم ‘‘(ابن کثیر ج۲ص۵۱۱)’’یعنی اے مسیح علیہ السلام تو وہ نعمت یاد کر جو ہم نے یہود کو تم سے دور ہٹائے رکھنے سے کی۔ جب تو ان کے پاس اپنی نبوت ورسالت کے ثبوت میں۔ یقینی دلائل اور قطعی ثبوت لے کر آیا تو انہوں نے تیری تکذیب کی اور تجھ پر تہمت لگائی کہ تو جادوگر ہے اور تیرے قتل وسولی دینے میں سعی کرنے لگے تو ہم نے تجھ کو ان میں سے نکال لیا اور اپنی طرف اٹھالیا اور تجھے ان کی میل سے پاک رکھا اور ان کی شرارت سے بچالیا۔‘‘

محترم ناظرین! ان تین اکابر مفسرین مسلمہ مجددین قادیانی کی تفسیر کے بعد مزید بیان کی ضرورت نہیں۔ مگر مناظرین کے کام کی چند باتیں یہاں درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

۱...... کف کے لفظی معنی ہیں باز گردانیدن یعنی روکے رکھنا۔

۲...... قرآن شریف میں یہ لفظ مندرجہ ذیل جگہوں میں استعمال ہوا ہے:

الف...... ’’ویکفوا ایدیھم:نساء:۹۱‘‘

ب...... ’’فکف ایدیھم عنکم:مائدہ:۱۱‘‘

ج...... ’’کفوا ایدیھم:نساء:۷۷‘‘

د...... ’’وکف ایدی الناس عنکم:فتح:۲۰‘‘

و...... ’’ھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم:فتح:۲۴‘‘

ان تمام آیات کو مکمل طور پر پڑھ کر دیکھ لیا جائے۔ سیاق و سباق پر غور کر لیا جائے۔ کف کے مفعول کو عن کے مجرور سے بکلی روکا گیا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ الفتح کی آیت ’’وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم علیھم ‘‘ ہی کو لے لیجئے۔‘‘ اور وہ (اللہ) وہی ہے جس نے روک رکھے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے مکہ کے قریب میں، بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے قابو دیا تم کو ان پر۔‘‘ اس آیت میں صلح حدیبیہ کی طرف اشارہ ہے اور قادیانی بھی بلانکیر اس امر کو صحیح مانتے ہیں کہ صلح حدیبیہ میں مطلق کوئی لڑائی بھڑائی مسلمانوں اور کفار کے درمیان نہیں ہوئی۔

تفصیل کے لئے دیکھئے جلالین، ابن کثیر اور تفسیر کبیر، یہاں قادیانیوں کے مسلمہ مجددین ہماری تائید میں رطب اللسان ہیں۔

دوسری آیت سورۃ المائدہ کی ملاحظہ ہو: ’’یایھا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم ‘‘ اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت یاد کرو جو اس نے تم پر کی۔ جب کفار نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو ہم نے ان کے ہاتھ تم سے روکے رکھے۔

ناظرین! جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں کفار یہود نے ہلاک کرنے کی تدبیر کی اور قتل کے ارادے سے سارا انتظام کر لیا تھا۔ ٹھیک اسی طرح یہود بنی نضیر نے رسول کریم ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ یہود بنی نضیر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ناپاک ارادہ میں بکلی ناکام رکھا۔

(دیکھو قادیانیوں کے مسلمہ امام و مجدد ابن کثیر ؒ کی تفسیر ابن کثیر بذیل آیت ہذا)

اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم ﷺ کی حفاظت کے فعل کو کف کے لفظ سے ظاہر فرمایا۔ وہی لفظ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے شر سے بچانے کے لئے استعمال فرمایا: ’’واذ کففت بنی اسرائیل عنک ‘‘ رسول کریم ﷺ کو یہود کے شر سے بکلی محفوظ رکھنے پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو شکریہ کا حکم دے رہے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہو رہا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تم تک پہنچنے سے روک لیا۔ پس اس پر ہمارا شکریہ ادا کرو۔ اندریں حالت کوئی وجہ نہیں کہ ’’کف‘‘ کے معنی ہر قسم کے شر اور تکلیف سے بچانے کے نہ کریں۔

ان تمام مقامات میں جہاں فعل کف استعمال ہوا ہے۔ اس کا مفعول ایدی (ہاتھ) اور عن کا مجرور ضمیریں ہیں۔ مطلب جس کا یہ ہے کہ آپس میں دونوں فریقوں کا اجتماع ہو جاتا تو اس صورت میں صحیح ہے۔ صرف باہمی جنگ و جدل اور قتل و لڑائی نہیں ہوتی۔ یعنی ایک فریق کے ہاتھ دوسرے تک نہیں پہنچے۔ مگر اس مقام زیر بحث میں اس علام الغیوب نے قادیانیوں کا ناطقہ اپنی فصیح و بلیغ کلام میں اس طریقہ سے بند کیا ہے کہ اب ان کے لئے: ’’نہ پائے رفتن و نہ جائے ماندن‘‘ کا معاملہ ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:’’اذ کففت بنی اسرائیل عنك ‘‘(یعنی جب میں نے روک لیا بنی اسرائیل کو تجھ سے)اور یوں نہیں فرمایا:’’اذ کففت ایدی بنی اسرائیل عنك ‘‘(یعنی جب میں نے روک لئے ہاتھ بنی اسرائیل کے تجھ سے)

ناظرین باتمکین! آپ اپنی ذہانت وفطانت کو ذرا کام میں لایئے اور کلام اللہ کی فصاحت کی داد دیجئے۔ بقیہ تمام صورتوں میں دونوں مخالف پارٹیوں کا آپس میں ملنا اور اکٹھا ہونا مسلّم ہے۔ وہاں ایک پارٹی سے اپنی مخالف پارٹی کے صرف ہاتھوں کو روکا گیا۔ اس واسطے تمام جگہوں میں ’’ایدی‘‘ کو ضرور استعمال کیا گیا ہے۔ مگر یہاں چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھا لینے کے سبب خدا تعالیٰ نے یہود کو اپنی تمام تدبیروں کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچنے سے روک لیا۔ اس واسطے ’’کف‘‘ کا مفعول بنی اسرائیل کو قرار دیا۔ ان کے ہاتھوں کا روکنا مذکور نہیں ہوا۔ جاری ہے!!

آغا شورش کاشمیری ؒ کے قادیانیوں کے بارے میں سات نکات

آغا عبدالکریم شورش ؒ عقیدہ ختم نبوت کے عظیم محاذ پر کام کرنے والے مجاہد تھے۔ انہوں نے قادیانیوں کے بارے میں سات نکات ترتیب دیئے ان کو غور سے پڑھیں۔ فرماتے ہیں:

۱...... مرزائی کا چہرہ ختم نبوت سے بغاوت کے باعث منتقی ہوجاتا ہے۔ اس کی رونق مر جاتی ہے۔

۲...... مرزائیوں میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کے زہد وورع کی شہرت ہو۔ ایسا نہیں کہ عامۃ الناس میں اس کی نیکی، دیانت، اخلاص، تقویٰ، علم دین کے باعث رغبت اور کشش ہو۔

۳...... ان میں کوئی شخص محدث، مفسر، فقیہ اور عالم نہیں۔ نہ ہی دین وادب کی تاریخ میں ان کے فکر ونظر کا کوئی سرمایہ ہے۔

۴...... ان میں کوئی اچھا شاعر، کوئی اچھا ادیب، کوئی اچھا مؤرخ اور کوئی اچھا صحافی آج تک پیدا ہی نہیں ہوا، اور نہ آئندہ پیدا ہوسکتا ہے۔

۵...... مرزائی جس قومی مقدمہ میں وکیل ہو وہ ہمیشہ مر جاتا ہے۔ مثلاً چوہدری ظفر اللہ خان ہی کو لیجئے! باؤنڈری کمیشن کے سامنے رہ گیا۔ یو، این، او میں لمبی لمبی تقریریں کیں۔ نتیجہ وہی:’’ ڈھاک کے تین پات‘‘۔ غرض قدرت نے اس سے استدلال کی تاثیر سلب کر رکھی ہے۔ ان کے جھرمٹ میں برکت ہی نہیں ہے۔

۶...... مرزائی سیاسی سازش ضرور کر سکتے ہیں۔ لیکن سیاسی علم سے خلقۃً محروم ہیں۔

۷...... کوئی مرزائی حافظ قرآن نہیں۔ جس حافظ قرآن نے مرزائیت قبول کی، اس کو نسیان ہوگیا۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور: ج۲۰، ش۳۰، مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۶۷ء)

ظفر اللہ قادیانی کی خان قلات کو تبلیغ اور ان کا جواب

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی محمد انور مدظلہ فاضل دارالعلوم کراچی لکھتے ہیں:

’’مولانا قاضی عبدالصمد سربازی ؒ، مولانا محمد فاروق بہاول پوری ؒ (والد محترم مولانا محمد احمد بہاول پوری تبلیغی بزرگ) اور دیگر بزرگ خان معظم احمد یار خان (والی قلات) کی ملاقات کے لئے گئے۔ آپ یورپ کے سفر سے واپس آئے تھے۔ خان صاحب نے علماء کو واقعہ سنایا کہ ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان تھا۔ میرا ہم سفر رہا۔ اس نے مجھے بار بار قادیانیت کی دعوت دی۔ جس سے مجھے کافی قلق (رنج) ہوا۔ خان صاحب نے جواب میں کہا کہ اگر ’’حضور ﷺ روضہ اقدس سے آ کر مجھے کہیں کہ احمد یار تو مرزا پر ایمان لے آ‘‘ تو میں ہاتھ جوڑ کر معذرت کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ حضور ﷺ! آپ کے ہر حکم کے لئے اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن مرزا پر ایمان لانے سے معذرت خواہ ہوں۔‘‘

اس واقعہ کو قاضی صاحب نے فارسی اشعار میں قلم بند کیا۔ آخری اشعار درج ذیل ہیں:

کہ تو آقا و من غلام تو ام — سیدا من فدا بنام تو ام
لیک ازین کلام معذورم — تو مگو این سخن کہ مجبورم
چوں توئی سید و حبیب خدا ﷺ — خاتم الانبیاء ﷺ بہر دو سرا
خود تو گفتی کہ لا نبی بعدی — بعد ازیں از کجا است آزادی
من نگویم غلام را کہ نبی — خواجہ ما رسول مطلبی
گفتم آخر معاف دار مرا — زین سخن کو کشد بنار مرا
زین جواب عجیب فرخندہ — قادیانی بگشت شرمندہ
پس جوابم کہ باصواب شدہ — شکر کردم کہ لاجواب شدہ
پس بگفتم کہ شکر یا اللہ — ختم کردم سوال ظفر اللہ

(ملخص، ذکری ریاست قلات کے حکمرانوں کی نظر میں، ص۳۹ تا ۴۱)

اردو ترجمہ

آپ ﷺ، آقا اور میں آپ ﷺ کا غلام ہوں — اے آقا ﷺ! میں تیرے نام پر جان نثار ہوں
لیکن اس بات سے میں معذور ہوں — آپ ﷺ یہ بات نہ کہیں کیونکہ میں مجبور ہوں

اس لئے کہ آپ نے فرما دیا: لا نبی بعدی — تو اس کے بعد کہاں ہوسکتی ہے آزادی
میں غلام کو نبی نہیں کہہ سکتا — کیونکہ ہمارے سردار رسول مطلبی ﷺ ہیں
میں یہی کہتا ہوں کہ مجھے اس بات سے معاف رکھیں — چاہے مجھے آگ ہی کیوں نہ جلا ڈالے
اس جواب سے عجب خوشی ہوئی — کہ قادیانی شرمندہ ہوگیا
پس میرا جواب با صواب ہوگیا — میں نے شکر کیا کہ وہ لاجواب ہوگیا
جب میں نے کہا کہ اے اللہ! تیرا شکر — تو ظفر اللہ (قادیانی) کا سوال میں نے ختم کردیا

نعت شریف ...... مدینہ منورہ و ختم رسل ﷺ

مولانا ظفر علی خان ؒ

چشمہ ابل رہا ہے مدینہ میں نور کا — ہر اس کی موج رقص ہے میرے شعور کا
چھنتا ہے جلوہ اس کی فضائے لطیف سے — صبح ازل کے نور سعادت ظہور کا
ایک ایک سنگریزہ احد کا مرے لئے — ہم سنگ ہے خدا کی قسم کوہ طور کا
بہتا پگھل پگھل کے ہے آنکھوں کی راہ سے — انجام تھا یہ میرے دل ناصبور کا
دہلیز مصطفیٰ ﷺ سے مرا سر لگا رہے — طالب نہیں میں جنت و حور و قصور کا
سر خاک پر ہے اور تصور ہے عرش پر — مجھ کو ہوا نصیب مواجہ حضور ﷺ کا
اے رب کعبہ میری خطائیں معاف کر — نزدیک پر اگر مجھے دھوکا ہے دور کا
آداب جانتا نہیں شد رحال کے — کچھ بھی نہیں سلیقہ مجھے ان امور کا
اس سے مگر نہیں یہ مرا مدعا کہ میں — رکھتا ہوں دل میں شوق طواف قبور کا
ختم رسل ﷺ پہ بھیج رہا ہوں سلام میں — میرا یہ زمزمہ ہے ترانہ زبور کا
دل میں جو ہے وہ آ نہیں سکتا زبان پر — خود اعتراف ہے مجھے اپنے قصور کا

(کلیات مولانا ظفر علی خان ؒ، بہارستان ص ۱۱۱)

داتہ تحصیل وضلع مانسہرہ میں مرزائیت کی آمد واختتام کی تفصیل

قسط نمبر:1

سید شجاعت علی شاہ

داتہ میں مرزائیت ایک یمین نامی شخص کے ذریعہ داخل ہوئی۔ یمین کا والد ضلع مانسہرہ کے ایک گاؤں بجی کوٹ میں امام مسجد تھا۔ جس کا نام مطلب تھا اور وہ کوہستان کا رہنے والا تھا۔ یمین حصول علم کی غرض سے ہندوستان گیا اور قادیان جا پہنچا۔ وہاں سے اسے داتہ میں بطور مبلغ طالب علم کے روپ میں متعین کیا گیا۔ یہ یمین وہی شخص ہے جس کا ذکر پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ان کی طرف سے چھاپی گئی ان کی کتاب سیف چشتیائی کے ضمیمہ میں مرزا کے ترجمان کے طور پر موجود ہے۔

یمین کی ابتدائی کوشش سے نمبر دار حیات علی شاہ مرزائی ہوا۔ حیات علی شاہ کے والد سید فتح علی شاہ صاحب گیلانی ایک بزرگ شخصیت تھے۔ لہٰذا انہوں نے اس وقت اپنے بیٹے سے قطع تعلق کیا جس پر اس نے حکومت کو درخواست دی اور اس پر میجر ٹامسن ڈی.بی ہزارہ نے ۱۹۰۳ء میں جرگہ سے فیصلہ کروایا۔ جس فیصلہ کی رو سے مرزائی مسلمانوں سے علیحدہ مذہب کے پیروکار تسلیم ہوئے اور ان کو مسلمانوں کی مسجد میں آنے سے روک دیا گیا۔ حیات علی شاہ کی کوشش سے اس کا چچازاد بھائی سرور شاہ ولد سید اشرف شاہ گیلانی بھی مرزائی ہوگیا۔ بعد ازاں حیات علی شاہ کا چھوٹا بھائی میر گل شاہ بھی مرزائی ہوا۔ مگر وہ جلد ہی فوت ہوگیا۔ جس کی تعزیت قادیان کے رسالہ البدر مورخہ ۱۴؍اگست ۱۹۰۴ء میں چھپی ہے۔ ان دونوں یعنی حیات علی شاہ اور سرور شاہ کے علاوہ ملا احمد جی ولد ملا موسیٰ قوم گجر اور مولوی عبدالغنی ولد مولوی محمد حسین قوم سواتی بھی مرزائی ہوگئے جو ۱۹۰۳ء کے جرگہ میں حیات علی شاہ اور سرور شاہ کے ساتھ مرزائیوں کے نمائندے تھے۔

قادیان کے اخبار البدر جلد ۷ شمارہ ۳، مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۷ء میں داتہ کے دو اور مرزائیوں یعنی عبدالقدوس ولد عبدالغنی اور یعقوب شاہ ولد سرور شاہ کا ذکر ہوا ہے اور ۴؍اکتوبر ۱۹۰۴ء کے البدر میں بہادر ولد رحمت اللہ اور علی بہادر ولد خیراللہ کے مرزائی ہونے کی شہادت درج ہے۔ ان ابتدائی مرزائیوں کے علاوہ قوم سراڑہ (عباسی) کے دوستوں جمعدار گل حسن اور منشی اکرم، سرور شاہ کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے مرزائی ہوئے۔ ان دونوں نے اپنے خاندان کے فقیر ولد مہند علی کو مرزائی بنایا۔ بعد میں ایک شخص مولوی عبدالرحمٰن ساکنہ تریڑھی داتہ میں آکر مرزائیوں کا امام بنا۔ اس کا بھائی مسیح الرحمان رجسٹرار پشاور یونیورسٹی بھی داتہ سے متعلق تھا جو کہ مرزائی مرا۔ اس کے بعد باہر سے آکر داتہ میں آباد ہونے والے مرزائیوں میں ماسٹر عبدالرؤف ولد سید احمد اور اس کا بھائی سلیم تھے۔ گوجر قوم میں ایک اور شخص عبداللہ ولد عبدالستار مرزائی

ہوااور پھراس نے کوشش کر کے رحمت اللہ ولد ملاں حبیب کو مرزائی بنالیا۔ ماسٹر عبدالرؤف کی کوشش سے ہیڈ ماسٹر عبدالحمید ولد پیرا خان بھی قادیانی ہوگیا۔ حیات علی شاہ سے چونکہ سب قریبی رشتہ داروں نے قطع تعلق کر لیا تھا، اس لئے اس نے حبیب اللہ شاہ کی بیٹی سے شادی کی اور سسر کو بھی قادیانی بنادیا۔ ان ابتدائی مرزائیوں کے تذکرہ کے بعد اب ہر ایک کی تفصیل:

۱...... یمین ولد مطلب ساکن بجی کوٹ براستہ قادیان آیا اور ابتدائی کام کیا۔ اس کا ایک لڑکا جس کا نام ابراہیم تھا۔ یہ لاہوری مرزائی تھا۔ جس کے پانچ لڑکے تھے اور گاؤں میں صرف ایک ذاتی مکان کے علاوہ اور کوئی جائیداد نہ تھی۔ (۱) نصیر: سکول ماسٹر تھا۔ داتہ سے مکمل نقل مکانی کر گیا اور سنا ہے کہ بعد میں وہ مسلمان ہوا۔ مگر داتہ میں کوئی تعلق نہیں۔ پشاور میں رہتا ہے۔ (۲) بشیر: یہ پولیس کے محکمہ فنگر پرنٹ میں (ڈی.ایس.پی) کے عہدہ پر تھا۔ پشاور میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ یہاں داتہ میں کوئی تعلق نہیں۔ (۳) نثار: یہ بھی پشاور کا رہائشی تھا۔ یہاں سے نقل مکانی کر گیا۔ داتہ سے کوئی تعلق نہیں۔ (۴) افتخار: یہ بھی پشاور کا رہائشی تھا۔ یہاں سے نقل مکانی کر گیا۔ داتہ سے کوئی تعلق نہیں۔ (۵) قمر: یہ مسلمان ہوگیا تھا اور داتہ میں رہتا تھا۔ مگر بعد میں ایک تنازعہ میں قتل ہوا۔ پھر اس کے بھائیوں نے مکان فروخت کر دیا اور مکمل طور پر یہاں سے پشاور منتقل ہوگئے۔ ان کی ایک بہن ایک مرزائی سفیر نامی کے گھر میں تھی۔ جس نے بعد میں بمعہ اپنی بیوی کے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور اب وہ داتہ محلہ باغیچہ میں بطور مسلمان رہائش پذیر ہے۔

۲...... حیات علی شاہ: یہ ابتدائی مرزائی تھا۔ ۱۹۱۹ء میں مر گیا۔ تین بیٹے تھے۔ (۱) عبدالقیوم شاہ۔ (۲) اقبال شاہ۔ (۳) عبدالسلام شاہ۔ اوّل الذکر دونوں کم سنی میں یتیم ہوئے تو اپنے چچازاد بھائی حاجی معظم شاہ رئیس داتہ کی زیر کفالت رہے جو بریلی کے چشتیہ نیازیہ سلسلہ میں بیعت تھے۔ انہوں نے ان کی اسلامی تربیت کی اور ۱۹۷۴ء کی تحریک میں عبدالقیوم شاہ کو ختم نبوت کا دفاع کرنے کے سلسلہ میں ہتھکڑی لگی جس پر وہ تاحیات فخر کرتے تھے۔ تیسرا بیٹا عبدالسلام شاہ اپنے نانا حبیب اللہ شاہ کی زیر کفالت تھا اور مرزائی تھا۔ مگر ۱۹۷۴ء میں مسلمان ہوگیا اور مسلمان مرا۔ اس کے دو بیٹے نثار احمد شاہ اور رضا علی شاہ مسلمان ہیں۔ محلہ جبڑی مانسہرہ میں رہائش پذیر ہیں۔ لنڈے والے خان کے بھانجے ہیں جو ایک مسلمان خاندان ہے۔

حیات علی شاہ کی اولاد مرزائیت سے پاک ہے۔

۳...... میر گل شاہ: یہ ۱۹۰۴ء میں فوت ہوا اور اس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

۴...... سرور شاہ ولد اشرف شاہ: اس کے تین بیٹے تھے۔ عبدالعزیز شاہ: ریٹائرڈ (ڈی.ایف.او) یہ مرزائی تھا اور مانسہرہ کے مرزائی خان بہادر غلام ربانی خان کا بہنوئی تھا۔ مانسہرہ لوہار بانڈہ میں مستقل رہائش تھی۔ ۱۹۷۴ء کے بعد مسلمان ہونے کا اعلان کیا لیکن مشکوک تھا۔ بعد میں جب اس کی بیوی فوت ہوئی

تو مانسہرہ کی ختم نبوت کی جماعت نے اس کے مسلمان ہونے کی تصدیق کر دی اور لوہار بانڈہ کی مسجد کے امام صاحب نے جنازہ میں مسلمان ہونے کا بھرپور اعلان کیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔

الف...... عبدالعزیز شاہ خود گزشتہ سال فوت ہوا۔ انہی امام صاحب نے جنازہ میں اعلان کیا اور خود نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے چار بیٹے تھے۔ (۱) ریاض حسین شاہ: یہ ایک بینک افسر تھا اور بعد میں ایک یونیورسٹی کا وائس چانسلر بھی رہا۔ مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہوا تھا۔ فوت ہوا تو مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ (۲) خالد احمد: مسلمان ہے اور لوہار بانڈہ میں رہائش پذیر ہے۔ (۳) عبدالظاہر شاہ، (۴) عبدالکبیر شاہ: مسلمان ہونے کا اعلان کئے ہوئے ہیں اور لوہار بانڈہ مانسہرہ کے مستقل رہائشی ہیں۔

ب...... عبدالرشید شاہ: یہ ہائیکورٹ کا جج ریٹائرڈ ہے اور ۱۹۷۴ء میں مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ ایک بیٹا ہے۔ باپ بیٹا دونوں مسلمان ہیں۔

ج...... عبدالمجید: یہ لاہوری مرزائی تھا اور ۱۹۷۴ء میں ہڑتالوں کے دوران مسلمانوں کے ڈر سے اسلام آباد بھاگ گیا۔ اس کے بعد کبھی داتہ نہیں آیا۔ اسلام آباد میں مرا اور وہیں دفن ہے۔ اس کی تین شادیاں ہوئی تھیں۔ ہر ایک کی اولاد درج ذیل ہے: ایک لڑکا طارق نامی تھا۔ باپ سے قطع تعلق کر کے داتہ میں والدہ کے ساتھ رہتا تھا۔ مسلمان تھا اور مسلمان فوت ہوا۔ دوسری بیوی بھی داتہ میں رہائش پذیر ہے اور خاوند سے قطع تعلق کر دیا تھا۔ اس کے چھ بیٹے تھے۔ (۱) امتیاز: بہت پہلے فوت ہوا۔ دماغی توازن ٹھیک نہیں تھا۔ (۲) اعجاز: حال ہی میں انکم ٹیکس سے ریٹائرڈ ہوا۔ مانسہرہ میں فوجی فاؤنڈیشن کے پاس مکان بنایا ہوا ہے اور مسلمان ہے۔ (۳) افتخار: بینک کی نوکری سے نکالا گیا ہے۔ ایبٹ آباد میں سکول چلا رہا ہے۔ کچھ سرگرمیاں مشکوک تھیں۔ مگر اپنی صفائی بیان کرتا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ اسلامی طریقہ سے رہتا ہے۔ والد سے مکمل قطع تعلق تھا۔ اس کے مرنے پر نہیں گیا اور گاؤں میں اپنی حاضری کو یقینی بنایا۔ (۴) آفتاب: بینک سے نکالا ہوا ہے۔ پریس رپورٹر ہے اور مسلمان ہے۔ (۵) شہزاد: ایف آئی اے میں ملازم ہے اور کٹر بریلوی ہے۔ (۶) نوید: سعودی عرب میں ملازم ہے اور مسلمان ہے۔ تیسری بیوی کے تین بیٹے ہیں: (۱) حفیظ: یہ اپنی ماں کے ساتھ اسلام آباد میں رہتا تھا۔ باپ کی زندگی میں اس کے ساتھ رہا۔ باضابطہ مسلمان ہونے کا اعلان کبھی نہیں کیا۔ مگر داتہ میں کبھی کسی تقریب میں نہیں دیکھا گیا۔ اسلام آباد کا مستقل رہائشی ہے۔ (۲) ناصر: ریٹائرڈ فوجی افسر ہے۔ داتہ میں مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اسلام آباد کا مستقل رہائشی ہے۔ (۳) امجد: پریس رپورٹر ہے۔ داتہ میں مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اسلام آباد کا مستقل رہائشی ہے۔ ان بھائیوں کا مکان اسلام آباد میں ہے۔ وہاں ہی مستقل رہائش ہے۔ داتہ میں آمدورفت بالکل نہیں اور زمین بھی بیچ دی ہے۔

۵...... یعقوب شاہ ولد سرور شاہ: یہ ابتداء ہی میں لاولد فوت ہوگیا تھا۔

۶...... حبیب اللہ شاہ ولد محمد علی شاہ: یہ مرزائی مرا۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ (۱) پیر زمان شاہ: یہ وکیل تھا۔ مانسہرہ میں اکبر خان روڈ پر اپنا مکان بنایا۔ وہیں رہتا تھا۔ مرزائی مرا۔ امبالہ انڈیا کی ایک مرزائی خاتون سے شادی کی۔ ایک لڑکی اور ایک لڑکا تھا۔ لڑکا لاولد فوت ہو چکا ہے۔ (۲) شاہ محمد: یہ کٹر مرزائی تھا اور پڑھا لکھا تھا۔ مرزا قادیانی کی طرف سے انڈونیشیاء میں مربی مقرر تھا۔ وہیں رہتا تھا، وہیں مرا۔ یہاں اس کا کچھ بھی نہیں۔ اس کی بیٹی سنا ہے کہ انڈونیشیاء میں کسی حکومتی اعلیٰ منصب پر رہی۔ واللہ اعلم! (۳) احمد زمان شاہ (عرف سمندر شاہ): یہ کٹر مرزائی تھا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں اہل وعیال کے ساتھ ربوہ (چناب نگر) چلا گیا۔ وہیں رہا۔ واپس نہیں آیا اور وہیں مرا اور دفن ہوا۔

احمد زمان شاہ کے چھ بیٹے تھے۔ (۱) مسعود احمد شاہ: انجینئر تھا اور مرزائی تھا۔ ربوہ (چناب نگر) کا رہائشی تھا۔ وہاں ''The Nation'' اخبار کا رپورٹر تھا اور اپنے اثر ورسوخ کو مرزائیت کے حق میں خوب استعمال کرتا تھا۔ باپ کے مرنے کے عرصہ بعد یہاں آیا اور چنیوٹ کی عدالت کا ایک بیان حلفی ساتھ لایا کہ مسلمان ہوں اور مساجد میں اعلان کیا۔ بعد میں اس کی ربوہ آمد ورفت ثابت ہوئی تو اسے تنبیہ کی گئی۔ جس پر اس نے جرگہ کے روبرو اقرار کیا کہ میری وہاں جائیداد ہے۔ میں اسے ٹھکانے لگا کر وعدہ کرتا ہوں کہ پھر نہیں جاؤں گا۔ اب گاؤں داتہ کا رہائشی ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ مسلمانوں کی طرح رہتا ہے۔ بقول خود اس کا کسی قادیانی سے کوئی تعلق نہیں۔ بریلوی مکتب سے تعلق ہے۔ ان کی مسجد میں جاتا ہے۔ بیوی بچے نہیں ہیں۔ (۲) طاہر: یہ باپ کی زندگی میں مسلمان ہوکر یہاں آ گیا تھا اور اعلان کر دیا تھا کہ مسلمان ہے۔ اس وقت سے اپنے آبائی مکان میں رہتا ہے اور جائیداد زمین وغیرہ کا نگران ہے۔ واپڈا میں ملازم ہے۔ (۳) مظفر: یہ دوسرے بھائی طاہر کے مسلمان ہونے کے کچھ عرصہ بعد آیا اور مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ وکیل ہے۔ ایبٹ آباد میں پریکٹس کرتا ہے۔ وہاں ہی رہائش ہے۔ کبھی کبھار غم اور شادی کے موقع پر موجود ہوتا ہے۔ (۴) محمود احمد: مرزائی ہے۔ ربوہ (چناب نگر) کا ہی رہائشی ہے۔ باپ کے ساتھ ۱۹۷۴ء میں گیا۔ فوج میں ملازم تھا۔ پھر واپس نہیں آیا۔ بھائیوں کے بقول ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (۵) مبشر احمد: باپ کے ساتھ ۱۹۷۴ء میں گیا۔ مرزائی ہے۔ وہاں سے ڈپلومہ کیا اور ایچ. آر. ایف فیکٹری ٹیکسلا میں ملازم تھا۔ وہاں سے بیرون ملک چلا گیا۔ ربوہ کا رہائشی ہے۔ بقول بھائیوں کے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس وقت کے بعد گاؤں نہیں آیا۔ (۶) منور احمد: باپ کے ساتھ ۱۹۷۴ء میں ربوہ چلا گیا۔ مرزائی ہے۔ وہاں ہی رہائش پذیر ہے۔ یہاں گاؤں کبھی نہیں آیا۔ بقول بھائیوں کے کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ کوئی حالات معلوم نہیں۔

اس کے علاوہ احمد زمان شاہ کی چار بیٹیاں تھیں۔ دو مسلمان ہو کر داتہ گاؤں آ گئیں۔ ایک مر چکی ہے۔ مسلمانوں نے جنازہ پڑھایا اور دفن کیا۔ دوسری طارق ولد مجید شاہ مذکورہ بالا کی بیوہ ہے جو مسلمان تھا۔ یہ بھی مسلمان ہے۔ تین بیٹے ہیں۔ تینوں مسلمان ہیں اور یہاں کے رہائشی ہیں۔ چند سال قبل ماں کی ربوہ (چناب نگر) فوتگی پر خود کو یہاں داتہ میں ہی حاضر ثابت کیا اور شرکت نہیں کی۔ واللہ اعلم!

۷...... مولوی عبدالغنی ولد مولوی محمد حسین: ان کے اجداد گاؤں داتہ کے امام مسجد رہے۔ یہ شخص ابتدائی قادیانی تھا۔ ۱۹۰۷ء کے رسالہ البدر میں اس کے بیٹے عبدالقدوس کے مرزائی ہونے کا ذکر ہے۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ عبدالقدوس، عبدالصبوح اور عبدالحکیم۔ یہ تینوں مرزائی تھے۔ دو نے قادیان میں تعلیم حاصل کی اور سب اعلیٰ عہدوں پر رہے۔ مگر قادیان سے واپس آ کر باپ کے مرنے کے بعد ایبٹ آباد میں رہائش اختیار کی اور گاؤں داتہ کو خیر آباد کہہ دیا۔ یہاں ان کا کوئی تعلق نہیں سنا۔ داتہ گاؤں میں کسی قسم کی آمدورفت نہیں۔ عبدالغنی کا بھتیجا مولوی اسماعیل ولد عبدالکریم مرکزی مسجد کے ۱۹۱۲ء والے مقدمہ میں مدعی تھا کہ وہ امام مسجد ہے۔ عدالت نے بحال کیا مگر بعد میں معزول کر دیا گیا۔ دوسرے مسلمانوں کا موقف ۱۹۱۲ء کے مقدمہ میں یہ تھا کہ چونکہ مرزائی اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے پر راضی ہیں۔ جب کہ مرزا قادیانی کا فتویٰ یہ ہے کہ اس کے کسی پیروکار کی مسلمان امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ بھی مرزائی ہے۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ (۱) عبدالرحیم: ہیڈ ماسٹر (ریٹائرڈ) مسلمان ہے۔ ابھی زندہ ہے۔ اولاد بھی مسلمان ہے۔ گاؤں کے باہر ایبٹ آباد روڈ پر مکان اور زمین ہے۔ وہاں پر ہی رہائش پذیر ہے۔ (۲) پروفیسر عبداللہ: مرزائی ہو گیا تھا اور ایبٹ آباد میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ وہیں مرا اور دفن ہوا۔ دو بیٹے ہیں۔ پہلا بیٹا میجر خالد خود کو مسلمان کہتا ہے۔ لشکر طیبہ سے تعلق ہے۔ جبکہ دوسرا بیٹا بریگیڈیئر عبدالرب مرزائی تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد راولپنڈی میں رہائش اختیار کر لی۔ مرنے کے بعد ورثا نے داتہ روڈ کے قریب اپنی زمین میں دفن کیا اور اعلان کیا کہ مسلمان ہو گیا تھا۔ واللہ اعلم!

جاری ہے!!!

ڈاکٹر بدیع الزماں کی رحلت

ڈاکٹر بدیع الزمان زڑہ میانہ نوشہرہ کے رہنے والے بہت ہی فکر مند جماعتی ساتھی تھے۔ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت ونشرواشاعت کو حرز جاں بنائے رکھا۔ ۴ رمضان المبارک مطابق ۲۰ مئی ۲۰۱۸ء سحری کے وقت انتقال فرمایا۔ اسی دن صبح نو بجے ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں سینکڑوں علمائے کرام، حفاظ، قراء اور جماعتی رفقاء نے شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین! (قاری محمد اسلم نوشہرہ)

سید عباس حسین گردیزی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب

ادارہ!

’’الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علے خاتم الانبياء والمرسلين سيدنا و نبينا ورسولنا المطلق وهادينا الى طريق الحق وشفيعنا يوم القيامة ابى القاسم محمدن المصطفىٰ و اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاخيار المكرمين. اما بعد. فقد قال الله تبارك وتعالىٰ وقوله الحق. ياايهاالذين امنو اتقوالله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون :آل عمران: ۱۰۲‘‘

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام اہل ایمان سے فرمایا ہے کہ ایمان لانے کے بعد پوری طرح تقویٰ اختیار کرو اور مرنے سے پہلے یقین کرلو کہ تم مسلمان ہو؟ حکم باری تعالیٰ کا لفظی ترجمہ یہ ہے: ’’اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جو حق ہے تقویٰ الٰہی کا اور ہرگز نہ مرنا تم مگر مسلمان۔‘‘ ...... یہ پیغام ہم سب کے لئے ہے۔ جو قرآن مجید کو آخری آسمانی کتاب مانتے ہیں۔ اس پیغام کا لانے والا وہ صادق وامین رسول (ﷺ) جس کا نام نامی خدا تعالیٰ نے یوں لیا۔’’وما محمد الا رسول ‘‘اور محمد ﷺ نہیں ہیں مگر رسول ﷺ، اور دوسری جگہ ارشاد ہوا:’’ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النّبيين و كان الله بكل شي ء عليما (الاحزاب: ۴۰) ‘‘﴿اور نہیں تھے محمد ﷺ باپ تمہارے مردوں میں سے کسی کے۔ لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر چیز کا پہلے ہی سے اچھی طرح علم رکھنے والا ہے۔﴾

پہلی آیت میں آنحضرت ﷺ کی حیثیت متعین کی گئی ہے اور معجز نما طریقے سے کہا گیا ہے کہ: ’’محمد مصطفیٰ ﷺ تو صرف رسول ہیں۔‘‘ اور دوسری آیت میں اس بات کو پھر دہرایا اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت ختم ہے۔ آپ ﷺ رسول اللہ اور خاتم النّبیین ہیں۔ اسی کے ساتھ ارشاد ہوا اور اللہ ہمیشہ سے ہر نکتے ہر بات، ہر مسئلے کا علیم ہے۔

اسے انسان کے ماضی، حال اور مستقبل کے تمام معاملات ومسائل کا علم تھا اور اب بھی ہے۔ اس نے یہ فیصلہ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے کیا۔ اس نے اپنے رسول کو وحی کے ذریعے ’’قرآن مجید‘‘ عطاء کرکے آخری کتاب نازل کی۔ جس میں ہر خشک وتر کا علم ہے اور ہم سے کہا کہ میرا نبی اپنے ارادہ وخواہش سے کچھ نہیں بولتا۔ جب وہ بولتا ہے تو میری وحی اور میرے اشارے سے بولتا ہے:

’’والنجم اذاھوی ماضل صاحبکم وماغوی‘‘ ﴿قسم ہے ستارے کی، جب وہ جھکا، تمہارا آقا، تمہارا رفیق نہ گمراہ ہوا نہ بہکا۔﴾

’’ما ینطق عن الھوی‘‘ ﴿اور وہ اپنی خواہش نفسانی سے کچھ بولتا ہی نہیں۔﴾ ’’ان ھو الا وحی یوحی‘‘ ﴿وہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو انہیں کی گئی ہے۔﴾ اس معصوم اور بلند مرتبہ رسول پاک ﷺ نے اللہ کے تمام احکام بلا کم وکاست انسانوں تک پہنچائے اور تمام اوامر پر کامل ومکمل عمل کیا۔ ایسا عمل جس کی سند میں قرآن مجید نے فرمایا: ’’ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ‘‘ ﴿رسول اللہ کی سیرت اسوۂ حسنہ ہے﴾ اور آنحضرت ﷺ جب کامل ومکمل نظام زندگی لا چکے اور انسان کے فلاح وبہبود کا قانون پہنچا چکے تو آیت اتری: ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا‘‘ ﴿میں نے آج تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کر لیا۔﴾

قرآن مجید کی ان آیات سے ثابت ہوا۔

۱...... دین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں کامل ومکمل ہوگیا۔ اللہ کی نعمتیں تمام ہوگئیں اور اسلام بحیثیت دین کے اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔

۲...... ہمیں حکم ہے کہ ہم دین اسلام پر ہی زندہ رہیں اور اسی دین پر دنیا سے اٹھیں۔

۳...... اللہ کا آخری رسول اور آخری نبی ایک ہی ہے جس کا نام اور اسم گرامی محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

۴...... آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہی قابل اتباع ہے اور اس کی پیروی کی جاسکتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے سوا کسی غیر کو مقتداً مانتا ہے اور اس کے طریقہ کو اسوۂ حسنہ پیغمبر سے بہتر جانتا ہے تو وہ مذکورہ بالا حقائق کا منکر ہے۔ اس کے نزدیک نہ محمد مصطفیٰ ﷺ آخری رسول ہیں، نہ قرآن مجید آخری کتاب۔ نہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا دین اسلام کامل ومکمل دین ہے، نہ وہ اس دین پر مرنا چاہتا ہے۔ اس شخص کو مسلمان کہنا اسلام کی توہین، قرآن مجید کی توہین اور رسول پاک ﷺ، خاتم النبیین، خاتم المرسلین کی توہین ہے۔ اس بناء پر علماء اسلام نے ایسے شخص کو کافر کہا ہے۔ ہمارے نزدیک جو بھی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانے اور کسی کتاب کو کتاب وحی خدا جانے۔ وہ اس طرح کافر ونجس ہے۔ جس طرح دوسرے مشرک اور کافر نجس ہیں۔ نہ اس کے ہاتھ پاک، نہ ان سے رشتہ جائز، نہ ان سے معاشرت درست ہے۔ ہمارے مجتہدین کا اس پر اتفاق ہے۔ حضرت شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نے ’’احقاق الحق‘‘ عقیدۂ نبوت کا آغاز ہی ان لفظوں میں کیا ہے: ’’الاول فی نبوۃ محمد ﷺ اعلم ان ھذا اصل عظیم فی

الدین وبہ یقع الفرق بین المسلم والکافر “ (احقاق الحق ج دوم ص۱۹۰طبع ۱۳۸۸ھ)

مسئلہ نبوت کے مباحث میں پہلی بحث نبوت حضرت محمد ﷺ پر گفتگو ہے۔ یاد رہے کہ دین کی یہ اصل عظیم ہے۔ اسی بنیاد پر مسلم اور کافر میں فرق قائم ہوتا ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کو نبی ورسول ماننے کا مطلب یہ ہے کہ بالفاظ قرآن کریم: ”ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا “﴿جو تمہیں رسول حکم دیں اسے قبول کرو اور جس سے رسول روک دیں اس سے باز آجاؤ۔﴾

اسی بناء پر مسلمان کا اعلان اور اس کا پہلا کلمہ ہے: ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ “ ہم اس میں مزید کسی دعوے دار نبی ورسول کے لئے راستہ بند کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ”علی ولی اللہ ووصی رسول اللہ “ ہم رسول اور نبی کو معصوم مانتے اور عصمت کو شرط نبوت مانتے ہیں۔ ہمارے علماء نے بالتفصیل لکھا ہے کہ نبی ہو یا رسول وہ آغاز عمر سے آخر زندگانی تک کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ نہیں کرتا۔ سہو و نسیان، بھول چوک، غفلت اور جھوٹ، بلکہ کوئی اخلاقی یا کرداری رکاوٹ بھی اس کی ذات اس کے عمل اس کی ضمیر اس کی نیت اور ارادے سے دور رہتی ہے۔ (دیکھئے سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی کتاب تنزیہ الانبیاء کا مقدمہ ص ۱) وہ ہر اعتبار سے سچا وہ ہر پہلو سے صادق ہوتا ہے اور ہر قسم کے جھوٹے سے مباہلہ کے لئے یہ کہہ سکتا ہے کہ: ”فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین “یعنی دعوت ودین، عقیدہ وعمل جو بھی جھوٹا ہو اس پر ہم اللہ کی لعنت سے دعا کریں۔

واقعہ مباہلہ سے ثابت ہے کہ رسول مقبول ﷺ ہر لحاظ سے طیب وطاہر، پاک وپاکیزہ اور معصوم تھے۔ اگر نبی معصوم نہ ہو، اگر وہ کفار کا حلیف ہو، اگر وہ دشمنان دین کا معاون ہو۔ اگر نبی ورسول اسلام کے مخالفوں سے مفاہمت کرلے، اگر اس کا کردار داغی ہو تو اس کی وحی پر بھروسہ اور اس کے قول پر اعتماد نہ رہے گا اور اس کا پیغام غلط ومشتبہ ہو جائے گا۔ تاریخی شواہد، دوست دشمن اور معاصر گواہوں نے بلکہ مکے کے پورے معاشرے نے گواہی دی کہ محمد مصطفیٰ ﷺ صادق وامین تھے۔ میں ان گواہیوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابوطالب کا نام لیتا ہوں کہ وہ خاتم المرسلین ﷺ کے پہلے محافظ اور آنحضرت ﷺ کے مربی تھے۔ حضرت ابوطالب کا شعر ہے:

لقد علموا ان ابننا لا مکذب   لدیھم، ولا یعنی بقول الا باطل

حضرت علیؓ نے فرمایا ہے: ”اللہ نے پیغمبروں کو بہترین سونپے جانے کی بہترین جگہوں میں رکھا اور بہترین ٹھکانوں میں ٹھہرایا۔ وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ جب ان میں سے کوئی گزرنے والا چلا گیا تو دین خدا کو دوسرا لے کر کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ یہ اللہ کا اعزاز محمد ﷺ تک پہنچا جنہیں پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہترین معدن اور نشوونما کے لحاظ سے بہت باوقار اصولوں سے

پیدا کیا۔ اسی شجرہ سے جس سے سب نبی پیدا کئے اور انہی میں سے اپنے امین منتخب فرمائے۔ آپ ﷺ کی عترت سب سے بہتر عترت اور قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ، جو سرزمین حرم میں ابھرا۔ بزرگی کے سایے میں بڑھا، جس کی شاخیں لمبی اور پھل لوگوں کی دسترس سے باہر۔ آپ ﷺ متقی لوگوں کے امام اور ہدایت حاصل کرنے والے کے لئے بصیرت۔ وہ چراغ جس کی لو ضوفشاں اور ایسا ستارہ جس کی روشنی چھائی ہوئی ہے۔ ایسی چقماق جس کا شعلہ لپکتا ہوا۔ آپ کا کردار معتدل، آپ کا راستہ ہدایت۔''

(نہج البلاغہ خطبہ ۹۳ حاشیہ محمد عبدہ طبع مصر ص ۲۰۱)

حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے لئے اصل لفظیں یہ فرمائی تھیں ''سیرتہ القصد'' قصد کے معنی ہیں افراط تفریط سے بچا ہوا راستہ۔ اس سے مراد ''عصمت'' ہے کہ اس میں نہ گناہ اور لغزش کی افراط ہے، نہ بے عملی اور کاہلی کی تفریط۔ اسی اخلاق معتدل اور عصمت حقیقی کو قرآن مجید نے ''خلق عظیم'' سے یاد کیا ہے۔ ''وانک لعلیٰ خلق عظیم'' اور بیشک آپ عظیم اخلاقی قدروں کے مالک ہیں۔ آئمہ اہل بیت علیہم السلام نے اسی عظمت کردار کو ''عصمت'' سے یاد کیا ہے اور علماء حدیث وعقائد نے نبی کے لئے عصمت کو شرط مانا ہے۔ مولانا دلدار علی لکھنوی کی ''عماد الاسلام'' جلد سوم میں اس مسئلے پر سب سے زیادہ تفصیل سے بحث ہے اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے ''تنزیہہ الانبیاء'' اسی مسئلہ پر لکھی ہے۔ علم کلام کی سینکڑوں کتابوں میں ہمارے علماء نے اس پر بحث کی ہے اور انبیاء کی عصمت ثابت کرکے مضبوط عقیدے کی بنیاد استوار کی ہے۔ اس لئے ایک شخص کو نبی ماننا جو غلطی در غلطی کرتا ہو۔ اصول اسلام سے انحراف اور سنت اللہ کی تردید ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ پر نبوت ورسالت اس لئے ختم ہے کہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب ''قرآن مجید'' کی تعلیم میں کوئی اضافہ ممکن نہیں ہوسکا۔ آپ ﷺ کی شریعت سے زیادہ جامع شریعت پیش نہ ہوسکی۔ آپ کی تعلیم میں کسی بات کو دلیل سے باطل نہ کیا جاسکا۔ بلا دلیل معقول اور نافہمی سے کسی بات کا انکار دراصل ضد اور ''ما اتاکم الرسول فخذوہ'' کی مخالفت ہے اور اسی غلط مخالفت کا نام کفر ہے۔ مثلاً کوئی نماز کی فرضیت کا انکار کردے، کفر ہے۔ کوئی روزے کے وجود کو نہ مانے کفر ہے اور کوئی جہاد کو فرض وواجب ماننے سے سرتابی کرے، کفر کا مرتکب ہوگا۔

قرآن مجید، رسول اللہ ﷺ کا زندہ معجزہ اور آپ ﷺ کے خاتم النبیین ﷺ ہونے کی دلیل محکم ہے۔ یہ مقدس کتاب وحی کا معیار متعین کرتی ہے۔ اس کی فصاحت وبلاغت اس کا علمی مرتبہ، اس کی دعوت کا اسلوب لاجواب ہے اور اس کی وحی کے بعد وحی کا دعویٰ، قرآن مجید کا تمسخر ہے۔ لطف یہ ہے کہ قرآن مجید

نے انبیاء کے لئے ایک اصول بتایا ہے۔’’وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ‘‘اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا۔

سورہ ابراہیم کی اس آیت میں’’بلسان قومه ‘‘ کہہ کر ہمیں ایک ضابطہ دے دیا گیا ہے۔ اگر اب سے تقریباً سو برس پہلے پنجاب میں مرزا غلام احمد نے جو وحی کا دعویٰ کیا اور بقول اس کے بعض دیگرے کتابیں آئیں تو انہیں پنجابی میں آنا چاہئے تھا۔ یہ بات کیا ہے کہ وہ کتابیں اردو میں آتی ہیں۔ عربی و فارسی میں آتی ہیں اور کبھی انگریزی میں اللہ سے ہمکلام ہوتا ہے اور ایک ہندو لڑکے سے سمجھنے کے لئے مدد لیتا ہے اور اگر اس کی قومی زبان اس وقت بھی اردو تھی تو پھر وحی کا معیار کم از کم میر امن کی’’باغ و بہار‘‘ یا رجب علی بیگ کے’’فسانہ عجائب‘‘اور مرزا غالب کے خطوط کی زبان سے تو کمتر نہ ہوتا۔

کتنی عجیب بات ہے کہ قوم کی زبان نبی کی زبان سے بہتر ہے اور نبی صاحب کی زبان کا کوئی معیار ہی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مدعی نے اردو میں اپنے خیالات لکھ کر خود اپنے دعوے کا بھرم کھو دیا اور عقلمندوں کے لئے خدا کی حجت تمام ہوگئی کہ جو شخص بات کا سلیقہ اور ادب کا رشتہ نہ رکھتا ہو اس کی بات کا اعتبار کیا اور جس کی بات بے وقار ہو اس کا دعویٰ جھوٹ کے سوا کیا ہوگا؟ جو اتنا بڑا جھوٹ بولے۔ جو اللہ اور رسول ﷺ پر زندگی بھر افتراء کرتا رہے۔ جو اپنی گڑھنت کو خدا کی طرف منسوب کرے۔ اس کی سزا کم از کم یہ ہے کہ اللہ کے ماننے والوں کے زمرے میں اس کا شمار جرم قرار دیا جائے۔

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ نبوت ایک الٰہی منصب ہے۔ جسے خدا ہر ایک کے حوالے نہیں کرتا۔ قرآن مجید نے صاف صاف کہا ہے اور قیامت تک کے لئے اعلان فرما دیا ہے کہ:’’لا ینال عهدی الظالمین ‘‘میرا عہد ظالموں کے ہاتھ نہیں آ سکتا اور ظالم کون ہے، قرآن مجید نے فرمایا ہے:’’ومن اظلم ممن افتریٰ علی الله کذبا اوقال اوحی الی ولم یوح الیه شیٔ ومن قال سانزل مثل ما انزل الله، ولو تری اذا الظالمون فی غمرات الموت والملائکة باسطوا ایدیهم اخرجو انفسکم الیوم تجزون عذاب الهون بما کنتم تقولون علی الله غیر الحق وکنتم عن ایاته تستکبرون (الانعام:۹۳)‘‘

’’اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا، جو خدا پر جھوٹ موٹ افتراء کرے یا کہے مجھ پر وحی ہوتی ہے۔ حالانکہ اس پر وحی ذرا سی بھی نہ آئی ہو اور وہ جو کہے مجھ پر ویسی ہی کتاب نازل کئے دیتے ہوں جیسے اللہ نازل کر چکا ہے۔ کاش تم دیکھتے یہ ظالم موت کی سختیوں میں پڑے ہیں اور فرشتے ان کی طرف جان نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور نکالو، اپنی جانیں، آج تم کو ذلیل کن عذاب کا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ تم کہتے تھے اللہ پر خلاف حق اور تم اس کی آیتوں سے اکڑا کرتے تھے۔‘‘

جاری ہے!!

خطبات شاہین ختم نبوت

مولانا عبدالقیوم حقانی

مجھے ایک مرتبہ نہیں ہر مرتبہ، ایک بار نہیں بار بار اور ہر بار میں بھی ہزار بار اپنے ایک شفیق استاذ مولانا صاحبزادہ عبدالحلیم چودھوان فاضل دیو بند نے یہ نصیحت فرمائی اور وہ اسے اپنی وصیت قرار دیتے تھے۔ فرماتے عزیز از جان! سچی محبت، مخلصانہ ولولہ اور عاشقانہ جذبات پیدا کرو۔ محبت ہی اس کارخانہ ہستی کی چلانے والی ہے۔ اگر محبت نہ ہوتی تو نظام عالم قائم ہی نہ ہوسکتا۔ عشق و محبت کے بغیر زندگی وبال ہے۔ عشق و محبت میں جی جان کی بازی لگا دینا ہی کمال ہے۔ عشق ہی جلا کر کندن کر دیتا ہے۔ جو کچھ ہے وہ عشق و محبت ہی کا ظہور ہے۔ آگ میں سوزش عشق سے ہے۔ پانی میں روانی عشق سے ہے۔ خاک میں عشق کا قرار ہے۔ ہوا میں اس کا اضطرار ہے۔ موت عشق و محبت کی مستی اور زندگی اس کی ہوشیاری ہے۔ دن عشق کی بیداری اور رات اس کی نیند ہے۔ نیکی عشق کا قرب اور گناہ اس سے دوری ہے۔ جنت عشق کا شوق اور دوزخ اس کا ذوق ہے۔ عشق کا مقام و مرتبہ بندگی سے، زہد و عرفان سے، سچائی اور خلوص سے، اشتیاق اور وجدان سے بھی بہت بلند و بالاتر ہے۔ کچھ لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ: ''آسمانوں کی یہ گردش بھی عشق ہی کے باعث ہے۔'' یعنی وہ اپنے محبوب تک پہنچنے کی دھن میں برابر سرگرداں ہیں:

بے عشق نباید بود، بے عشق نہ باید زیست
پیغمبر کنعانی عشق پسرے دارد

یہ ارشادات میرے استاذ کے ہیں یا انہیں کسی سے ازبر ہیں۔ ان کی ذاتی ڈائری میں بھی موجود ہیں۔ یہی ان کا قال تھا اور یہی ان کا حال بھی۔ مجھے بھی اپنے استاذ سے سن سن کر یہ جملے یاد ہوگئے ہیں۔ مگر معنی، مقصد اور ان کی حقیقت کی تلاش تھی کہ: ''خطبات شاہین ختم نبوت'' باصرہ نواز ہوئی۔ کتاب لے کر دو روز کے سفر پر چل پڑا۔ راستے کا یہ ہمسفر بصیرت افروز ثابت ہوا۔ تین نشستوں میں کتاب مکمل پڑھ لی۔ ایک بار پھر بلکہ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

ہاں! بچپن ہی سے اپنے استاذ سے سنے ہوئے مرصع، مقفا اور مسجع الفاظ پر مشتمل ایک دو پیرا گراف کے الفاظ جو مجھے یاد ہوگئے تھے۔ آج ان کا صحیح معنوں میں مصداق سامنے آ گیا۔ یہ عشق و محبت اور والہانہ جنون ہی کا ثمرہ ہے کہ: ''اللہ وسایا'' نامی شخص، ایک عالم، ایک مبلغ، ایک خطیب، ایک مصنف، ایک مبلغ و مناظر، ایک مجاہد اور ایک مقتدا و پیشوا بن کر مسند نیابت رسول پر فائز المرام ہوگئے ہیں۔ علم میں کمال

درک حاصل کیا۔ تحفظ ناموس رسالت کے مشن سے جڑ گئے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ، قائد ملت مولانا مفتی محمود ؒ، محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری ؒ اور تمام عمائدین مجلس تحفظ ختم نبوت کے جانشین اور ان کے مشن کے اور علوم ومعارف کے امین بن گئے ہیں۔ ان میں دوسری جامعیت یہ ہے کہ وہ صرف ''دماغ'' ہی کے آدمی نہیں ان کا قلم بھی ردّ فرق باطلہ کے تعاقب میں رواں دواں ہے۔ فرق باطلہ بالخصوص قادیانیت کے عواقب پر جہاں ان کی نظر پہنچی حریف اس کے دیکھنے سے بھی قاصر ہیں۔ ان کا دماغ جن دینی وملی کارناموں کا تماشا دیکھتا ہے اور دکھانا چاہتا ہے۔ بہت سی آنکھیں اس کے دیکھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتیں۔ قومی، ملی، تعمیری، اصلاحی، تنظیمی، دعوتی اور مذہبی غرض عمل کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کی طرف ان کا ہاتھ نہ بڑھتا ہو۔ باایں ہمہ ان کا مخصوص ''فن'' سارقین ختم نبوت کا تعاقب اور تحفظ ناموس رسالت ہے۔

''خطبات'' کا موضوع بھی یہی ہے اور شب وروز کے تمام تر مساعی کا ہدف بھی یہی ہے۔ یہ عشق ومحبت کا ثمرہ ہے کہ ان کو بارگاہ ایزدی سے قلم وزبان کی نزہتیں عطا ہوئیں اور کسی چیز کو تقریر وتحریر میں بیان کرنا دشوار نہیں رہا۔ انہوں نے عظیم انسانوں سے قربت کے فاصلے طے کئے۔ اہل اللہ کی صحبتوں سے انس کا دروازہ کھلا اور انہیں یہ آگاہی حاصل ہوئی کہ محبت کے عنوان کیا ہوتے ہیں۔ محبت کی معراج کا نام عشق ہے۔ پھر عشق میں خودسپردگی جنون پیدا کرتی ہے۔ مولانا اللہ وسایا اپنے اللہ کے مخلص بندے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس سے آپ کا عشق اس معراج کو پہنچ گیا ہے۔ اگر حضور اقدس ﷺ کی صحبت میں ہوتے تو ہر لحظہ اس تلاش میں رہتے کہ ان کے گرد وپیش رہ کر جان کیونکر دی جاسکتی ہے۔ مولانا کو حضور ﷺ سے ایک ایسا لگاؤ ہے کہ ان کے خطبات پڑھ کر اور سن کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے ذکر سے بے خود ہو کر ان کے تصور میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ یہ عالم کیا ہوتا ہے قلم اس کا نقشہ کھینچنے سے قاصر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اپنے محاسن کے نادرۂ روزگار مجموعہ میں سب سے بڑی بات یہ کہ ان میں کسی عنوان سے کوئی تمرد نہیں۔ اپنی روش کے ایک منفرد مجسمۂ عشق ومحبت ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے فدائی ہیں۔ یہ عشق انہیں اپنے اکابر سے ورثہ میں ملا ہے۔ ''خطبات شاہین ختم نبوت'' اس عشق ومحبت کے بے اختیار وا ظہار کی ایک جھلک ہے۔

وہ اپنی تحریروں کی طرح اپنے خطبات میں بھی بڑی فصیح وبلیغ زبان استعمال کرتے ہیں۔ ان میں سلاست اور روانی کا اتنا غلبہ ہوتا ہے۔ ساری ترکیبیں، سارے اصطلاحات ومحاورات تازہ دم اور شگفتہ شگفتہ لگتے ہیں۔ وہ موضوع کو آگے بڑھانے اور دل تک اتارنے کے فن سے آگاہ ہیں۔ اپنی خطابت میں الفاظ واظہار کے بڑے مؤثر اسلوب اختیار کرتے ہیں۔ وہ اگرچہ جید عالم دین، سکہ بند مولوی اور مشائخ کے اجازت یافتہ ہیں۔ مگر بایں ہمہ خطابت سے ایک روشن خیال اور اجتہادی مصلح نظر آتے ہیں۔

میں انہیں نمونۂ آدمیت سمجھتا ہوں۔ وہ اپنے اسلوب حکایت، نادر انداز تقریر وتحریر، مروت وشائستگی، شیریں زبانی، اعتدال پسندی، راست فکری، مغربی اقدار حیات سے عدم مرعوبیت، صرف اور صرف حضور خاتم النبیین ﷺ کو مدار اور معیار قرار دینے اور سمجھانے میں منفرد ہیں۔ اعصاب مضبوط اور آہنی لہجہ، آواز میں طنطنہ یہ شخص جب قادیانیوں کے آقایانِ ولی نعمت سے مخاطب ہوتے ہیں تو شیر کی طرح دھاڑتے ہیں۔ قادیانیت کے خلاف بولتے ہیں تو انگارے برساتے ہیں۔ قادیانیت کے سرپرست حکمرانوں اور پس منظر میں ان کی حامی قوتوں سے ہمکلام ہوتے ہیں تو شمشیر بے نیام بن جاتے ہیں۔ عقیدے میں جس سلامتی، کردار میں جس پختگی، گفتار میں جس درستی اور فکر میں جس پاکیزگی کا مولانا اللہ وسایا نے ہمیشہ اہتمام روا رکھا ہے۔ اگر وہ صاحب سجادہ ہوتے تو ان کی کرامات کے دفتر تیار ہوچکے ہوتے۔

خطاب خطیب کے دل کی ڈھرکنیں ہوتی ہیں۔ آپ پوری کتاب کو پڑھ جائیں تو خطیب کے سوانح سے آگاہی حاصل ہوجائے گی۔ آپ کا دل بھی گواہی دے گا کہ ہمارے خطیب نے بھی کسی کو اپنا آئیڈیل نہیں بنایا۔ ان کے ممدوحین، معتقدین اور قائدین ہمیشہ عاشقان رسول رہے ہیں۔

ان کی بھرپور مجاہدانہ زندگی بے پناہ ولولوں، جاں گداز مرحلوں، خارا شگاف لمحوں، ایمان افروز جذبوں اور یادگار معرکوں سے معمور رہی ہے۔

مولانا ایسے مردمؤمن ہیں جن کے مقاصد ہمیشہ جلیل اور امیدیں بہت قلیل رہی ہیں۔ وہ حیات مستعار کو اس قدر غنیمت نہیں سمجھتے کہ عہد کم ظرف کی ہر بات گوارا کرتے چلے جائیں۔ وہ غم دوراں کو کبھی غم جاناں پر حاوی نہیں ہونے دیتے۔ وہ اپنے دیدۂ تر کی بے خوابیوں پر خوش اور دل کی پوشیدہ بے تابیوں پر مطمئن رہتے ہیں۔ وہ متاع فقیری میں لطف امیری لینے کے عادی ہیں۔

''خطبات'' خطیب کے تمام تر اقدار' اہداف' سوانح' سیرت' اخلاق' مشن' جدوجہد' دعوت' عشق رسول اور فروغ دین کی مساعی جمیلہ کا حسین مظہر ہیں۔ کوئی خطیب' داعی' ادیب' عاشق رسول' مبلغ' معلم اور مقرر اسے پڑھے گا تو اس کی زندگی' اخلاص' للّٰہیت' محبت' وعظ وتقریر' بیان اور دعوت وتبلیغ میں نکھار آئے گا۔ طلباء پڑھیں گے تو روشن مستقبل کا لائحہ عمل پائیں گے۔

مرتب جناب مولانا محمد بلال کی ترتیب وتالیف اور تخریج لائق صد تحسین اور قابل صد رشک تاریخی کارنامہ ہے۔

صفحات: ۴۵۶ عمدہ خوبصورت کمپوزنگ' مضبوط جلد بندی' جاذب نظر ٹائٹل تاثیر ومعنویت لاجواب۔ ناشر: شعبۂ نشرواشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان!!!

دارالعلوم دیوبند میں تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ کی اختتامی تقریب

مولانا محمد چاند منصوری

کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی زیر نگرانی منعقدہ چھ روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ ۱۱ر مئی ۲۰۱۸ء بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوگیا۔ چھ روزہ تربیتی کیمپ میں کل ۱۵ر نشستیں ہوئیں۔ اکثر نشستوں میں مربی خصوصی مولانا شاہ عالم گورکھپوری کے مفصل تربیتی خطابات ہوئے۔ انہوں نے کادیانیوں، شکیلیوں اور جھوٹے مدعیان مہدویت کی گمراہی وبطلان کو انہیں کی تحریرات وکتب سے واضح کیا۔

ایک نشست میں مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی مبلغ کل ہند مجلس کا ’’کذبات مرزا اور پیشین گوئیاں‘‘ پر بیان ہوا۔ دو نشستوں میں قاری سید محمد عثمان منصور پوری ناظم کل ہند مجلس نے ’’مسئلہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام‘‘ پر محاضرہ پیش فرمایا۔ دو نشستوں میں حافظ اقبال احمد کا تحفظ سنت کے موضوع پر تفہیمی انداز میں بیان ہوا۔ ایک نشست میں مولانا محمد راشد گورکھپوری نے بصیرت افروز خطاب کیا۔ چار نشستوں میں علمائے کرام کے بیانات میں پیش کئے گئے حوالہ جات مولانا محمد شاہد انور بانکوی، ماسٹر محمد احمد ایم اے گورکھپوری کارکنان مرکز التراث الاسلامی دیوبند، مولانا ضیاء الاسلام گڈاوی، مولانا اشرف علی تملناڈو اور راقم الحروف متعلمین شعبہ تحفظ ختم نبوت نے نوٹ کرائے۔ مرکز التراث الاسلامی دیوبند کی توسط سے جملہ حوالوں کو کمپیوٹر اور پروجیکٹر کی مدد سے اسکرین پر دکھلائے گئے۔ علاوہ ازیں ایک نشست میں مولانا محمد اظہر قاسمی دربھنگوی اور ڈاکٹر محمد عزیر احمد ممبئی نے رد شکیلیت پر کام کرنے کے طور وطریق اور اپنی روئداد وکارگزاری بیان کئے۔ اختتامی نشست سے خطاب کرتے ہوئے مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے تحفظ ختم نبوت کی علمی، سماجی، تبلیغی، صحافتی، تصنیفی، تدریسی ہمہ جہت خدمات اور حالات حاضرہ کے تقاضوں کی تکمیل سے مسلسل وابستہ رہنے کے لئے شرکاء کیمپ سے اپیل کی کہ وہ بذات خود کسی بھی خدمت یا عہدے سے وابستہ ہونے سے قبل تحفظ ختم نبوت کے ممبر بنیں اور عوام کو بھی رضاکارانہ طور پر ممبر بنائیں۔ ہمارے اکابر نے تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو قومی خدمات کے طور پر متعارف کرایا تھا۔ لیکن اب اسے مسلکی محاذ میں تبدیل کر کے محدود کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا تحفظ ختم نبوت کی خدمات کا دائرہ قومی سطح پر اس طرح وسیع کیا جائے کہ قوم کا ہر فرد ایمان وعقائد کے تحفظ کے لئے تحریک تحفظ ختم نبوت کا بے لوث سپاہی بنے۔ مولانا نے موضوع کے تعلق سے اردو ہندی اور دیگر مقامی زبانوں میں لیٹریچر کی توسیع واشاعت پر بھی زور دیا۔ بعد ازاں شرکاء کیمپ کو گراں قدر قیمتی انعامات بشکل کتب اور سند شرکت سے نوازا گیا۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... تبصرہ نگار: محمد وسیم اسلم

حیات نافع ؒ احوال و آثار: مرتب: ڈاکٹر حافظ محمد سعد اللہ: صفحات: ۶۷۰: سائز: کلاں
قیمت: ۸۰۰: ناشر: رحماء بینہم ویلفیئر ٹرسٹ محمدی شریف چنیوٹ: ملنے کا پتا: دار الکتاب اردو بازار لاہور۔

حضرت مولانا محمد نافع ؒ علمی و تحقیقی، تبلیغی و تدریسی اور اصلاحی و تصنیفی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور حضرت مولانا سید حسین مدنی ؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔ آپ فرد واحد ہونے کے باوجود ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔ انتہائی سادہ، درویش منش تبحر عالم دین تھے۔ خود کو دفاع اسلام کے لئے بالعموم اور دفاع صحابہ کرامؓ و اہل بیتؓ کے لئے بالخصوص وقف کر رکھا تھا۔ ماضی قریب میں مولانا قاضی مظہر حسین ؒ، مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری ؒ، علامہ عبدالستار تونسوی ؒ اور مولانا محمد نافع ؒ نے دفاع صحابہ کرامؓ کے لئے جو طرز بیان و تحریر اختیار کیا وہ آج کی نسل نو کے لئے مشعل راہ ہے۔ مولانا محمد نافع ؒ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور تحریری انداز میں بھی مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین نامی کتاب مرتب کر کے فدایان ختم بنوت میں اپنا شمار کرایا۔ ایسی شخصیات کی سوانح سے نسل نو کی شناسائی انتہائی ضروری تھی۔ اسی لئے مرتب نے آپ کے بچپن، لڑکپن سے لے کر کہولت تک کے احوال و کردار، اخلاق و اوصاف، بالخصوص تصنیفی کارناموں سمیت اکابرین علماء کے تاثرات کو بالواسطہ یا بلاواسطہ خوب خوب آشکارا کر کے زبان حال سے کہہ دیا ۔

اب جس کے جی میں آئے وہ پائے روشنی ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

ادھار کی وجہ سے قیمت زیادہ لگانے کا حکم: مصنف: ابوخبیب محمد بادشاہ باجوڑی: صفحات: ۲۳۰: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتا: مدرسہ شمس العلوم نیا پل حیدرآباد سندھ 03023928530

زیر تبصرہ کتاب اپنے نام سے واضح ہے کہ اس میں ادھار یا قسطوں میں خریدی گئی چیز کی قیمت نقد کی نسبت زیادہ متعین کرنے کی شرعی حیثیت اور اس کا حکم کیا ہے، کا ذکر ہے۔ موجودہ دور میں یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس نوعیت کی تجارت اور کاروبار میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس میں بیع (دوکاندار وغیرہ) کو بھی زیادہ نفع ہے اور مشتری (خریدار وغیرہ) کو بھی یک مشت ادائیگی کے بوجھ سے نجات کا فائدہ ہے۔ چنانچہ اس موضوع پر بڑی عرق ریزی سے مفصل و مدلل، تحقیق عمیق کے ساتھ اس کی شرعی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے۔ جمہور فقہاء کے ہاں معمولی شرائط کے ساتھ ایسی تجارت و کاروبار جائز ہے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

سہ ماہی اجلاس مبلغین حضرات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مولانا اللہ وسایا ملتان، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا عبدالرزاق قصور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا خبیب احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا محمد وسیم اسلم ملتان، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد نعیم خوشاب، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا خالد عابد شیخوپورہ، مولانا خالد میر جہلم، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر نے شرکت کی۔

اجلاس میں گزشتہ سہ ماہی میں وفات پانے والے علماء کرام، مشائخ عظام، جماعتی رفقاء، مولانا سید عطاء المومن حسنی بخاری ؒ، مولانا عبدالغفور قریشی ؒ ٹیکسلا، مولانا مشرف علی تھانوی ؒ لاہور، مولانا قاری منظور الحق ؒ حیدرآباد، مولانا صوفی محمد سرور ؒ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور، حافظ عبدالرحمن ؒ شاہ جمالی، محمد یاسر قائم خوانی ؒ نواب شاہ، جناب محمد اشفاق ؒ کراچی، مولانا محمد عارف ؒ بہاول نگر، حاجی محمد ادریس ؒ ڈونگہ بونگہ، قاضی غلام اصغر ؒ جلال پور پیروالہ، حاجی سعید احمد ؒ ملتان، حاجی غلام محمد ؒ احمد پور سیال، مولانا حبیب اللہ ؒ بھکر، مولانا غلام مصطفیٰ ؒ پتوکی، حاجی محمد اسلم ؒ اوکاڑہ، حاجی خلیل احمد ؒ پتوکی، جناب فیصل گجر ؒ منڈی بہاؤالدین، حافظ محمد اسلم ؒ، پیر محمد اشرف ؒ اور والدہ محترمہ سید تجمل حسین شاہ شیخوپورہ کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور ان کی مغفرت کے لئے دعا کی گئی۔

اجلاس میں ملک بھر میں آئندہ سہ ماہی میں کانفرنسیں اور کورسز تشکیل دیئے گئے۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ۲۵، ۲۶ راکتوبر ۲۰۱۸ء بروز جمعرات و جمعۃ المبارک کو ہوگی۔ کانفرنس میں تمام مکاتب فکر اور دینی جماعتوں کے سربراہان مولانا فضل الرحمن، علامہ ساجد میر، علامہ اویس نورانی، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا

صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا امجد خان، مولانا راشد محمود سومرو، مولانا سمیع الحق، مولانا عبدالرؤف فاروقی، جناب سراج الحق، جناب لیاقت بلوچ، ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، پیر اعجاز ہاشمی سمیت مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام خطاب فرمائیں گے۔

اجلاس میں جنونی اور متعصب قادیانی ابوبکر خدا بخش نحو کو آر. پی. او ملتان مقرر کرنے کی مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ مذکور قادیانی جہاں بھی رہا بدترین قادیانیت نوازی کرتا رہا۔ مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام ومشائخ عظام کو فورتھ شیڈول میں ملوث کرتا رہا۔ اس کا تعلق ان متعصب قادیانیوں میں سے ہے جو آئین پاکستان کے منکر، باغی اور پاکستان قومی اسمبلی کی ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم جس میں قادیانیوں کو متفقہ طور پر کافر قرار دیا گیا، کا مذاق اڑاتے ہیں۔ لہٰذا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ اسے ملتان سے تبدیل کیا جائے تاکہ ملتان کے پرامن حالات مذہبی فرقہ واریت کا شکار نہ ہوں۔ اجلاس میں مولانا ظفر اللہ سندھی کو سکھر کا معاون مبلغ مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

ختم نبوت کانفرنس جھنگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۱/اپریل ۲۰۱۸ء کو ٹھنڈی مسجد نزد ریل بازار جھنگ شہر میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں۔ قاری محمد شاہد نے تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا غلام حسین نے کی۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور اور مولانا صادق الامین فیصل آباد کے خصوصی بیانات ہوئے۔ مقررین نے بیانات میں امتناع قادیانیت آرڈیننس، یوم علامہ اقبال کے حوالے سے قادیانیت کے نظریات اور ملک میں توہین رسالت قانون سے عوام الناس کو آگاہ کیا۔ نیز انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کا کام روحانی کمالات کے حصول کا آسان ذریعہ ہے۔ اس موقعہ پر مولانا سید مصدوق شاہ، مولانا اقبال شیروانی، مولانا ریاض احمد، حافظ بشیر احمد اور کانفرنس کے داعی مولانا سرور خان سمیت ضلع بھر کے دیگر علماء کرام نے بھرپور شرکت کی۔

ختم نبوت کورسز جھنگ

۱...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور معہد الفقیر کے زیر اہتمام جامع مسجد ابوبکر صدیق بیگ کالونی جھنگ صدر میں تقابل ادیان کورس منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عبدالحمید تونسوی، مولانا محمد خبیب مبلغ ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا غلام حسین مبلغ جھنگ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مختلف عنوانات پر لیکچر دیئے۔ یہ کورس شعبان المعظم کی چھٹیوں میں منعقد ہوا۔

۲...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے امیر مولانا سید مصدوق حسین شاہ بخاری مدظلہ جو فاضل

دیو بند مولانا سید صادق حسین شاہ بخاری شہید ؒ کے فرزند ارجمند اور ان کے جانشین ہیں۔ حضرت شہید ؒ نے غلہ منڈی کے قریب ٹوبہ روڈ پر جامعہ علوم شرعیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ جس میں بنین اور بنات میں طلبہ اور طالبات کثیر تعداد میں زیر تعلیم ہیں۔ مولانا سید مصدوق حسین شاہ نے بنات کی استدعا پر دس روزہ کورس کا اہتمام فرمایا۔ جس میں دیگر علمائے کرام کے علاوہ مجلس کے مبلغین مولانا غلام حسین، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، سید کفیل شاہ بخاری، مولانا نور محمد ہزاروی اور مولانا محمد خبیب نے لیکچر دیئے۔ ایک سو کے قریب طالبات اور خواتین نے ذوق وشوق کے ساتھ شرکت کی۔

۳...... مدرسہ ابوبکر مسجد ختم نبوت گوجرہ روڈ جھنگ میں ختم نبوت کورس برائے فضلاء وعلماء منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد اظہر خان نقشبندی اور مولانا غلام حسین نے لیکچر دیئے۔ مقررین نے گمراہی اور پرفتن دور میں ختم نبوت کی دعوت وتبلیغ کا کام کیسے کیا جائے پر روشنی ڈالی۔

۴...... جامعہ عثمانیہ نیا شہر میں مولانا محمد الیاس بالاکوٹی اور مولانا محمد عثمان مدنی کی زیرنگرانی تین روزہ ختم نبوت کورس برائے عصری طلباء کرام میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد عثمان مدنی اور مولانا غلام حسین کے لیکچر ہوئے۔

گوجرانوالہ شہر میں کورس

گوجرانوالہ شہر عالم چوک کے قریب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ختم نبوت کورس مذکورہ بالا تاریخوں میں منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً ایک سو کے قریب حضرات نے شرکت کی۔ شرکاء کورس کو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دیگر علماء شہر نے اسباق پڑھائے۔

مدرسہ تعلیم القرآن والسنہ کے دورہ تفسیر میں خطاب

حاجی محمد نعیم بٹ نے اپنے علاقہ باگڑیاں گوجرانوالہ میں تعلیم القرآن والسنہ کے نام سے شاندار ادارہ قائم کیا۔ جس کے تمام تر مصارف موصوف خود ادا فرماتے ہیں۔ ادارہ میں ہر سال شعبان ورمضان میں دورہ تفسیر منعقد ہوتا ہے جس میں گوجرانوالہ کے مقبول عالم دین مولانا مفتی محمد داؤد شرکاء کو قرآن پاک کی تفسیر پڑھاتے ہیں۔ سات تا نو مئی کو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد عارف مبلغ گوجرانوالہ، مفتی غلام نبی نے قادیانیت سے متعلق ظہر سے عصر تک مختلف عنوانات پر لیکچر دیئے۔

کوٹلہ رحم علی شاہ علی پور میں دورہ تفسیر میں شرکت

دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا سید سلطان احمد شاہ نے کوٹلہ میں مدرسہ قائم کیا۔ ان کے دو فرزند ارجمند تھے۔ سید رحم علی جو لاولد فوت ہوئے۔ کرم علی شاہ کی اولاد میں آگے چل کر ڈاکٹر سید محمد اسماعیل

شاہ نے مدرسہ اور مسجد کی تعمیر میں دلچسپی لی۔ ترکی سے انجینئر اور کاریگر منگوائے۔ انہوں نے خوبصورت اور دیدہ زیب مسجد تعمیر کی۔ مسجد کے ساتھ مدرسہ بھی اور اس کے لئے قطعہ اراضی بھی وقف کیا۔ مدرسہ کے صدر المدرسین مولانا مفتی محمد صدیق مدظلہ شعبان ورمضان میں دورہ تفسیر پڑھاتے ہیں۔ ان کے حکم پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بیس تا بائیس مئی کو ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کے خبیث عقائد وعزائم پر لیکچر دیئے۔ مولانا محمد ساجد مبلغ مظفرگڑھ بھی شریک ہوئے۔

پشاور میں اجتماعات سے خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیبر پختونخواہ کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی متحرک وفعال عالم دین ہیں اور چچا عنایت اللہ جوان ہمت بزرگ ہیں۔ ان حضرات کی سرپرستی میں پورے صوبہ میں ختم نبوت پر بھرپور انداز میں کام ہورہا ہے۔ شعبان المعظم میں مسجد اقصیٰ فارسٹ کالونی یونیورسٹی کیمپس پشاور میں ۵ مئی کو مغرب سے عشاء تک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے یونیورسٹی اور کالجز کے طلبہ کو ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب فرمایا۔ ۶ مئی کو میاں شاہ فاضل کی جامع مسجد کچی محلہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا مفتی شہاب الدین نے پشتو میں اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اردو میں خطاب کیا۔ جناب سراج الحق نے اردو اور پشتو دونوں زبانوں میں نعتیں پیش کیں۔

بہاولپور میں درس قرآن وحدیث

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام یکم سے سولہ رمضان المبارک تک جامع مسجد الصادق میں صبح کی نماز کے بعد درس کا سلسلہ عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عبدالحکیم نعمانی اور محمد وسیم اسلم نے امسال درس دیئے۔

راجن پور میں قادیانی تنظیم ہیومنٹی فرسٹ کی کھلے عام فنڈنگ

راجن پور کے علاقہ چک شکاری میں قادیانی گروپ نے سماجی تنظیم ہیومنٹی فرسٹ بنا کر اپنے عقائد کی کھلے عام تبلیغ شروع کر رکھی ہے۔ پانی کی فراہمی کا بہانہ بنا کر نلکے لگانے کی آڑ میں سادہ لوح مسلمانوں کے عقائد کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مقامی انتظامیہ کی خاموشی معنی خیز ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راجن پور کے امیر مولانا جلیل الرحمن صدیقی، مولانا عبدالعزیز یزدانی اور مولانا منظور احمد نعمانی سمیت دیگر علمائے کرام نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے انتظامی افسران سے مطالبہ کیا کہ قادیانی جماعت کی اس کاروائی کو فی الفور روکا جائے۔ بصورت دیگر تمام دینی جماعتیں بھرپور احتجاج کریں گی۔

خوشاب میں قادیانیوں کے چوبیس مراکز پر تالے

مرسلہ: ڈاکٹر دین محمد فریدی

روزنامہ امت کراچی

بدھ 09 مئی 2018ء

خوشاب میں قادیانیوں کے 24 غیر قانونی مراکز پر تالے

سابق ڈی پی او وقاص مجوکہ کی سرپرستی میں قائم ہوئے - دینی تنظیموں نے بھی تحریک کا اعلان کر رکھا تھا - "امت" کی خبر پر ایکشن

اسلام آباد (خبر نگار خصوصی) امت کی خبر پر کارروائی کرتے ہوئے ضلعی انتظامیہ نے خوشاب میں غیر قانونی قادیانی مراکز کی تالہ بندی کر دی، جس پر قادیانیوں نے اقلیتوں سے سلوک کا واویلا شروع کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ مذکورہ مراکز کے لیے قواعد و ضوابط کی پابندی نہیں کی گئی تھی۔ تفصیلات کے مطابق "امت" نے خوشاب میں سابق ڈی پی او خوشاب وقاص مجوکہ کی تعیناتی کے دوران ان کی سرپرستی میں رجسٹریشن اور این او سی کے بغیر 24 قادیانی عبادت خانے کھولے جانے کی خبر شائع کی تھی۔ امت میں خبر شائع ہونے پر تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے لیے کام کرنے والی تنظیموں نے احتجاجی تحریک شروع کرنے کا اعلان کیا۔ صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد اسسٹنٹ کمشنر نور پور کی قیادت میں پولیس نے موضع پیلو وینس کے غیر قانونی قادیانی مراکز بند کرا کے سیل کر دیے تھے، جس پر قادیانی جماعت نے حکام کو خطوط تحریر کیے، جس میں غیر قانونی مراکز کی بندش کو اقلیتوں سے امتیازی سلوک قرار دیا گیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ "امت" نے سابق ڈی پی او وقاص مجوکہ کی خوشاب میں تعیناتی کے دوران غیر قانونی قادیانی مراکز کے قیام، ڈی پی او وقاص، حیات مجوکہ اور سابق ڈسٹرکٹ افسر سوشل ویلفیئر نبیلہ ملک کے ذریعے گرانٹ، مخصوص بات اور پاک فضائیہ کے سیکٹر جس سے گرد و نواح میں اراضی کے غیر قانونی حصول کی خبریں شائع کر کے قادیانی سازشوں کو بے نقاب کیا تھا۔ وقاص مجوکہ دوران کے کار خاص سب انسپکٹر عظمت جوئیہ نے مسلمانوں کو احتجاج سے روکنے کے لیے خوشاب میں جعلی پولیس مقابلوں کے ذریعے خوف و ہراس قائم کیے رکھا اور مسلمانوں کی مساجد پر قادیانیوں کے قبضے کی کوششوں کی بھی پشت پناہی کرتے رہے۔

☆☆☆☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہالینڈ میں گستاخانہ خاکوں کی نمائش کے خلاف احتجاج

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ملک بھر میں ہالینڈ میں گستاخانہ خاکوں کی نمائش کے خلاف یوم احتجاج منایا گیا نے خطبات جمعہ میں احتجاج کرتے ہوئے نگران حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ہالینڈ کی پارلیمنٹ میں گستاخانہ خاکوں کی نمائش کے اعلان پر عمل درآمد روکنے کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کرکے امت مسلمہ کے جذبات کی ترجمانی کرے۔ ہالینڈ کی اسلام دشمن سیاسی جماعت ''فریڈم پارٹی'' کے سربراہ ملعون 'گیرٹ ولڈرز' نے ایک بار پھر دنیا کا امن داؤ پر لگاتے ہوئے نبی پاک ﷺ کی شان اقدس کے خلاف خاکوں کی نمائش کا مقابلہ کروانے کا اعلان کیا جو کہ سراسر توہین رسالت ہے اور توہین سب سے بڑی دہشت گردی ہے عالمی دنیا اس دہشت گردی کو رکوانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ علماء نے مطالبہ کیا ہے کہ گیرٹ ورلڈ کی جانب سے ہرزہ سرائی سے پوری دُنیا کا امن خطرے میں پڑ چکا ہے۔ اِس لیے گیرٹ ورلڈ نامی ملعون کو اِس شیطانی کھیل سے روکا جاے ورنہ پھر کوئی ممتاز قادریؒ، عامر چیمہؒ، غازی علم دینؒ پیدا ہو جائیں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسن، مرکزی ناظم نشر واشاعت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، پیر رضوان نفیس، مولانا قاری علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا خالد عابد، مولانا قاری ظہور الحق، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، قاری محمد اقبال، مولانا ظہیر احمد قمر، مولانا مسعود احمد بہاولپوری، قاری محمد امین عاجز، مولانا عبدالشکور یوسف، مولانا عبید الرحمٰن معاویہ، مولانا پیر زبیر جمیل و دیگر علماء نے ہالینڈ کی پارلیمنٹ میں گستاخانہ نمائش کے اعلان پر خطبات جمعہ میں شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ گستاخانہ شیطانی اعلان تہذیبوں میں تصادم کرانے اور دنیا کا امن تباہ کرنیکی ناپاک سازش ہے اس گستاخانہ نمائش کے اعلان سے دنیا کی ایک چوتھائی قوم دو ارب مسلمانوں کے جذبات انتہائی بری طرح مجروح ہوئے ہیں عالمی ادارے اور مسلم امہ و مہذب دنیا اس شیطانی گستاخانہ نمائش کو رکوانے کیلئے اپنا موثر و بھرپور کردار ادا کرے یو این او اپنے چارٹرڈ کے مطابق ہالینڈ کی پارلیمنٹ کے اس شیطانی اعلان کیخلاف کارروائی کرے کیونکہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق چارٹرڈ میں کسی بھی مذہب کے ماننے والوں کی مقدس شخصیات کی توہین سراسر ناقابل تلافی جرم ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہالینڈ کی پارلیمنٹ میں گستاخانہ نمائش کے اعلان نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ نگران حکومت ہالینڈ کے سفیر کو طلب کرکے احتجاج کرے اور ان تک امت مسلمہ کے جذبات پہنچائے۔

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1000
5	فتاوی ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1000
6	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
7	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
8	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
9	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
10	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
11	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
12	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
13	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	700
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	500
17	گلستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	150
18	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
19	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
20	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
21	لولاک کا خواجہ خواجگان نمبر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	300
22	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	100
23	مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا	100
24	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمد عمران	200
25	خطبات شاہین ختم نبوت	مولانا محمد بلال	150
26	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	150
27	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت)	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	150

نوٹ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ 0300 4304277

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

7 ستمبر 1974ء پاکستان کی پارلیمنٹ کے عظیم فیصلے کی یاد میں

تاریخی عظیم الشان ختمِ نبوّت کانفرنس ﷺ

ایوانِ اقبال لاہور

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

6 ستمبر 2018 بروز جمعرات 12 بجے دن تا نمازِ عصر

زیرِ صدارت

حضرت مولانا پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا ولی ابن ولی صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

- توحیدِ باری تعالیٰ
- سیرتِ خاتم الانبیاء ﷺ
- عقیدہ ختمِ نبوّت
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
- عظمتِ صحابہؓ و اہل بیتؓ
- اتحادِ اُمّت
- پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ

ملک کے جید علماء، مشائخ، عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت لاہور

0300-4304277
0300-9496702
0300-4275569
0423-5441166